دليل الفرمان

۲۴۲۳ ع ۲۲۴

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ

الحمد للہ کہ

رسالہ

دلیل الفرقان

بجواب

اہل القرآن

جسمیں

مولوی عبد اللہ چکڑالوی اور مولوی حشمت العلی صاحب پنجابی مقیم دہلی کے رسائل متعلقہ نماز کا مفصل جواب ہے۔

مصنفہ

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ

بفرمائش محمد سردار خاں مینیجر اخبار اہلحدیث امرتسر

سنہ ۱۹۱۸ء

اپریل

مطبع [illegible] الیکٹرک پریس امرتسر میں شیخ عبد العزیز [illegible]

قیمت ۲/— بلا محصول

دفعہ دوم
محل وصول دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر

ہفتہ وار اخبار

اہلحدیث

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا
کا مجموعہ ۱۸×۲۲ کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہفتہ وار ہر جمعہ کو امرتسر سے
شایع ہوتا ہے جس میں ملکی۔ مذہبی۔ اخلاقی اور تاریخی مضامین چھپنے
کے علاوہ متفرق سوال و جواب۔ دینی فتوے اور مخالفین کے اعتراضات
کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں اور ایک دو صفحوں پر دنیا کی چیدہ چیدہ
خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و
بدعت کا دشمن۔ مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ اور دنیا
بھر کی چیدہ چیدہ خبریں تبلانے والا ہے **قیمت** سالانہ چار روپے
نمونہ کا پرچہ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر

ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک و اڈیٹر
اخبار اہلحدیث امرتسر (پنجاب)

وقف منصبیہ میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی النبی وآلہ الکرام

پہلے مجھے دیکھئے

اگرچہ زمانہ کی رفتار مذہبی کیفیت میں ہمیشہ متغیر اور متنزل رہی ہے مگر زمانہ حال نے جو تنزل اختیار کیا اسکی نظیر پہلے شاید نہ ملے۔ سو سال اُس طرف ہندوستان میں عموماً مسلمان بدعات رسومات میں مبتلا تھے۔ قرآن وحدیث سے اُن کو بجز ایک ایمانی اور التقائی فعل قبلی کے کوئی واسطہ نہ تھا۔ مگر تاہم وہ دل سے ان دونوں (قرآن وحدیث) کی تعظیم کرتے تھے افسوس کہ ہم نے اپنی زندگی میں زمانے کا تغیّر یہ بھی دیکھنا تھا کہ ان دو میں سے ایک (حدیث نبوی) کو تو صاف لفظوں میں جواب دے جاتا ہے رہا قرآن شریف سو اُسے جدھر چاہا اپنے منصوبوں کے مطابق پھیر لیا۔ چنانچہ چند دنوں سے پنجاب کے مردم خیز خطہ میں ایک صاحب (مولوی عبداللہ چکڑالوی[۱]) اہل قرآن معروف مُلّا قرآنی پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے حدیث سے انکار کیا۔ اور قرآن شریف ہی تمام مسائل کے لئے کافی بتایا جسکے سُننے سے ہر ایک مسلمان کو خوش ہونا چاہیے تھا۔ لیکن جب اُن پر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوئی کہ قرآن شریف سے تو نماز کی تفصیل بھی ثابت نہیں۔ تو اُنہوں نے کوشش کرکے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے ایک مجمل سا رسالہ **نماز** لکھا۔ جب اُس پر بھی اعتراضات ہوئے۔ تو مفصل لکھنے کا وعدہ کیا۔ آخر وہ وعدہ پورا ہُوا۔ کہ مفصل رسالہ **برہان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن** ماہواری کی صورت میں کئی سال میں ۴۰۸ صفحات پر ختم ہُوا۔ جس میں انہوں نے اپنا مدعا ثابت کرنے پر تمام زور لگایا۔ جس کا جواب یہ رسالہ **دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن** آج آپ کی نظر سے گذرتا ہے ناظرین حیران ہونگے۔ کہ ۴۰۸ صفحوں کے رسالہ کا جواب یہ چند اوراق؟ اس لئے اس تعجب کے رفع کرنے کو ہم اُس رسالہ کی فہرست تبلاتے ہیں۔ صفحہ ۱ سے صفحہ ۴۲ تک قرآن کا واجب الاتباع ہونا۔ صفحہ ۴۳ سے صفحہ ۵۰ تک نماز کی ضرورت اور فوائد۔ صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۵۸ تک پانی کے احکام

[۱] چکڑالہ ضلع میانوالی پنجاب میں ایک موضع ہے۔ جہاں ان مُلّا صاحب کی پیدائش ہے اسکے بعد آپ لاہور میں آ مقیم ہوئے۔ ازاں بعد ملتان چلے گئے۔ اور اُدھر ہی انتقال کر گئے (منہ)

پاخانہ پیشاب کی نجاست کا ذکر۔غسل جنابت۔غسل جمعہ۔عیدین وغیرہ کے وجوب سے انکار۔ حیض۔نفاس کا ذکر۔پیروں کے دھونے اور مسح کرنے کا بیان۔مسح۔تیمم کا ذکر۔وضو اور نواقض وضو۔حالت مجبوری میں نماز کا طریق۔صفحہ ۸۹ سے صفحہ ۱۱۷ تک اوقات نماز صفحہ ۱۱۸ سے صفحہ ۱۳۱ تک مساجد کا بیان۔صفحہ ۱۳۲ سے صفحہ ۱۳۶ تک اذان کا ذکر۔صفحہ ۱۳۷ سے صفحہ ۱۳۸ تک قبلہ کا بیان۔صفحہ ۱۳۹ سے اخیر تک نماز کے ارکان اذکار وغیرہ کا بیان ٭

پس ان مضامین میں سے جو جو مضمون قابل جواب ہوگا۔اسکا جواب دیا جاویگا۔مگر نہ ایسا طول طویل کہ پڑھنے والوں کے لئے ملال خاطر ہو بلکہ خیر الکلام ماقل ودل کے مطابق۔

ع مختصر بات ہو مضمون مطول ہوئے۔

نوٹ طبع اول رسالہ ہذا کے وقت تو ملا قرآنی چکڑالوی ہی مخاطب تھے۔انکے انتقال کے بعد اُن کے خیالات کی اشاعت کرنے کا کام مولوی حشمت العلی صاحب پنجابی مقیم دہلی نے اپنے ذمہ لیا۔چنانچہ آپنے ملا چکڑالوی کے چھوٹے رسالہ (صلوٰۃ القرآن ماعلم الرحمٰن) کو اپنے دیباچہ کے ساتھ ازسرِ نو شایع کیا۔دیباچہ میں خاکسار کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔اسلئے موقع بموقع ان صاحب کا ذکر بھی سابقہ رسالہ میں اضافہ کیا جائیگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔ناظرین بغور وانصاف ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ مولوی حشمت العلی صاحب کو چاہیے تھا۔کہ ہمارے اس رسالہ کا جواب دیتے مگر انہوں نے جواب دینے کی بجائے چکڑالوی رسالہ خُرد کو بامداد رسالہ کلاں چھاپ دیا جس میں ہُو بہُو عبارتیں مُلا چکڑالوی کی ہیں۔پھر لطف یہ کہ اس کا نام رکھا" اثبات الخیر کا جواب" اثبات الخبر مولوی عبدالستار حسن اہلحدیث مرحوم کے رسالہ کا نام ہے۔حالانکہ یہ رسالہ بعینہٖ چکڑالوی رسالہ ہے۔پھر لطف یہ کہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے۔

الفہ فقیر حشمت العلی

ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔کہ جو شخص چکڑالوی رسالہ کو سامنے رکھکر دونوں کو دیکھے گا۔ وہ مولوی صاحب کے اس جملہ اور سابقہ جملہ کو کیونکر صحیح پائیگا۔

مولوی صاحب کو چاہیے تھا۔کہ وعید خداوندی یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا

پر غور کر کے رسالہ کو اصل مصنف کی طرف منسوب کرتے۔

نوٹ ملا قرآنی کے انتقال کے بعد ان کی یہ تحریک بہت مدھم پڑ گئی تھی۔ اسلئے باوجود ختم ہونے کے رسالہ ہذا طبع نہ ہوا۔ مگر اب پھر کہیں کہیں سے آواز آنے لگی ہے۔ اسلئے طبع کی ضرورت محسوس ہوئی۔

بحمداللہ یہ رسالہ آج تک لاجواب ہے۔ اور آئندہ بھی لاجواب رہیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مصنف رسالہ ہذا: **ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری**

طبع اول: شوال ۱۳۲۳ھ، دسمبر ۱۹۰۵ء

طبع ثانی: رجب ۱۳۳۶ھ، اپریل ۱۹۱۸ء

اقدام بر سر مطلب

مولوی صاحب چکڑالوی کا دعویٰ ہے کہ کل مسائل شرعیہ قرآن مجید میں **مفصل اور مبیّن** موجود ہیں۔ دیکھو رسالہ برہان القرآن صفحہ ۱۰۳ و ۲۴۵۔ مولوی حشمت العلی صاحب اسپر چار چاند لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرآن مجید ہر طرح سے کامل اور مکمل اور ہر ایک دینی مسئلہ کا مبین اور مفسر ہے + نماز کتاب اللہ کی تعلیم سے بالکل مشرح ہے + اللہ تعالےٰ نے ہر ایک حکم کو مفصل بیان فرمایا ہے اسی طرح نماز کو بھی جو اپنے بندوں پر فرض کی تھی اور ان سے پڑھوانی چاہتا تھا۔ اسکو قرآن مجید میں مفصل بیان فرمایا ہے + متعلقات و ارکان نماز کو قرآن مجید نے نہایت تفصیل اور تشریح سے بیان کیا ہے۔"

اس دعویٰ کو ناظرین یاد رکھکر کُلًّا قرآنی موصوف کا دعویٰ متعلق نماز سُنیے۔ آپ نے اپنے مجمل رسالہ میں نماز کی ترتیب یوں لکھی ہے:-

"تکبیر اولیٰ کیوقت یہ آیت پڑھے۔ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ اسکے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ یہ پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"

ان دعاؤں کو فرض اور واجب قرار دیا ہے۔ اور آیات مندرجہ ذیل کو نفلی:-

"عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ"

ان دعاؤں کے بعد سورۃ فاتحہ الحمد للہ اور سورہ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ہر رکعت میں پڑھے پھر وہی تکبیر وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ کہتا ہوا رکوع جائے۔ اور یہ دعا پڑھے:-

سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ - رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا
سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا - رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا
سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ - رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ
السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ -

پھر قومہ کی تکبیر وہی وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ قومہ یعنی رکوع سے کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ - رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ - رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ - رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ -

پھر وہی تکبیر وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ کہتا ہوا سجدہ کرے اور رکوع والی تمام آیات پڑھے
قعدہ یعنی التحیات میں یہ دعا پڑھے -

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ - رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ
رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ
عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ - رَبَّنَا
آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا - رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ
فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ -

درود کی بجائے یہ آیت لکھی ہے - سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ -

اخیر خاتمہ پر جو سلام تجویز کیا ہے۔ وہ تو سب سے عجیب تر ہے:-

"سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ"

یہ ہے چکڑالوی نماز جسکا نام انہوں نے صلوٰۃ القرآن رکھا ہے۔ جو ہم نے تمام کی تمام اسلئے نقل کی ہے۔ کہ ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنیکا موقعہ ملسکے۔ اس مجمل نماز پر ریویو اخبار اہلحدیث امرتسر میں نکلا تھا۔ چونکہ وہ بناء بحث ہے۔ اس لئے یہاں بھی اس کا نقل ہونا مفید ہوگا۔

اخبار مذکور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں بعد ذکر چنیں وچناں۔ ملا قرآنی کو اس رسالہ کی نسبت لکھا تھا:-

"اس ساری صلوٰۃ قرآنی پر ہمارا ایک ہی سوال ہے اگر وہ اس کا جواب دیں (اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ تمام ملا قرآنی ملکر بھی چاہینگے۔ تو نہ دے سکینگے) تو ہم بھی اُن کی تائید میں ہمیشہ مضمون لکھا کرینگے۔ وہ سوال یہ ہے کہ یہ آیات جو آپنے موقع بموقع کے لئے انتخاب کی ہیں۔ ان کا انتخاب آپنے محض اپنی رائے اور اجتہاد سے کیا ہے یا قرآن مجید کی کسی آیت سے؟ اگر اپنی ہی رائے سے کیا ہے تو کیا دوسرے شخص کا بھی حق ہے؟ کہ ان کے علاوہ اور آیات ان کی بجائے تجویز کرے اسی طرح تیسرے کا پھر چوتھے کا پھر پانچویں کا۔ علیٰ ہذا دنیا بھر کے (جہلاء کو جانے دو) علماء کا حق ہے۔ کہ اپنی اپنی سمجھ کے موافق آیات انتخاب کر کے علیحدہ علیحدہ نماز تجویز کر سکتے ہیں؟ پھر کیا ان سب نمازوں کا نام صلوٰۃ القرآن ہی رکھینگے؟ اور یہ بھی دعویٰ کرینگے؟ کہ قرآن نے سب احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔ ایسے کہ کسی کو اُن کے سمجھنے میں شک نہیں ہو سکتا اور حدیث کی کوئی حاجت نہیں اور اگر یہ انتخاب کسی آیت قرآنی سے ہے تو وہ کونسی آیت ہے؟

خیر یہ سوال تو آپکی ایجاد پر بیرونی حملہ تھا۔ اب ہم اندرونی حملہ کرتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کہ تکبیر تحریمہ کی بجائے جو یہ آیت وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ[1] آپنے تجویز فرمائی ہے اسمیں واو کا عطف کس کلام پر ہے؟ اور اَنَّ مفتوحہ کیوں ہے؟ یعنی اگر خدا کی عظمت اور بڑائی کا بیان مقصود ہے تو یوں چاہیے تھا۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ یا آپ خود ایسا کر لیتے۔ لیکن آپ کو اتنا خیال نہ آیا۔ کہ عربی صرف ونحو کے جاننے والے کیا کہینگے؟ اس اعتراض کو جو شخص سوچیگا۔ وہ خود سمجھ لیگا کہ یہ آیت اس غرض کے لئے خداوند تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی کہ اس کو شروع نماز میں تلاوت

[1] رسالہ خود طبع اول میں یہ آیت اسیطرح لکھی تھی مگر طبع دوم اور رسالہ کلاں میں اس سوال کو اٹھانیکے لئے یوں لکھی ہے مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (منہ)

کیا جائے ۔ بلکہ ملا قرآنی کی زبردستی ہے ۔ دوسری آیت یعنی اِنِّیْ وَجَّھْتُ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نقل ہی جو انہوں نے اپنے موقع پر کہا تھا ۔ اس میں نماز کا ذکر ہے نہ کوئی قرینہ ہو کہ نماز پڑھتے وقت اسکو پڑھ لیا کرو ۔ بھلا کون امر مانع ہے ؟ کہ اس آیت کو پہلے اور پہلی کو پیچھے پڑھا جائے کیا ایسا کرنے سے آپ بتا سکتے ہیں ؟ کہ کتنے سجدے سہو کرنے لازم آئینگے ۔ ایسا ہی اس سے آگے کی آیت یعنی اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ اس میں بھی کوئی ذکر نہیں ۔ اسکو نماز سے کیا تعلق ؟ بلکہ اس میں ایک لفظ ایسا ہے کہ آپکے منہ سے نکلنے پر آپکی صریح تکذیب کرتا ہے ۔ وہ لفظ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا ہی کیونکہ اس کے معنی ہیں " میں سب سے پہلا مسلمان ہوں " حالانکہ آپ سب سے پہلے مسلمان نہیں ۔ ایسا ہی تیسری آیت بھی اس مدعا کے لئے نہیں ۔ اس میں بھی کوئی لفظ مظہر نہیں ۔ کہ اس آیت کو اس مطلب کے لئے پڑھا جانا چاہئے ۔ ان آیات کے علاوہ یہ آیت رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَکَّلْنَا الخ کو نفلی دعا قرار دیا ہے ۔ حالانکہ اس میں اور پہلی دعا میں کوئی فرق نہیں ۔ پھر ان کے مراتب میں کیوں فرق ہے ؟ علیٰ ہذا القیاس ۔ رکوع والی آیت میں بھی کوئی ذکر نہیں ۔ کہ میرا یہ محل ہی ہاں اسکی بڑی معقول وجہ یہ ہو غالباً آپنے بھی اُسی کے لحاظ سے اسکو یہاں رکھا ہوگا ۔ کہ حدیث شریف میں رکوع کے اندر قرآن پڑھنے سے منع آیا ہی ۔ بس یہ تو آپکا پہلا فرض تھا ۔ کہ اس حدیث کے خلاف جس طرح ہوسکے رکوع میں کوئی نہ کوئی آیت ہی رکھتے ۔ ایسا ہی قیام میں فاتحہ کا پڑھنا بھی محض قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا ۔ پھر کھڑے ہوکر جس دعا کا پڑھنا آپ نے تجویز کیا ہی ۔ اُس آیت کے الفاظ یا معانی اس محل سے بالکل بے تعلق ہیں ۔ اسی طرح آپکی ہر ایک پیش کردہ آیت پر سوال ہی ۔ جس کو آج تک آپ نے نہیں اٹھایا ۔ حالانکہ سب سے مقدم فرض آپ کا یہی تھا ‡

اب ہم ناظرین کو چکڑالوی صاحب کی نماز کے بیرونی برآمدے میں لانا چاہتے ہیں ۔ آپنے صفحہ ۷ پر تعداد رکعات کی فہرست لکھی ہے ۔ جو یہ ہے :-

تعداد رکعات واوقات نماز

نمبر شمار	نام	تعداد رکعات		اوقات نماز	
	نماز	فرضی	نفلی	ابتدا	انتہا

١	فجر	٢	٠	صبح	طلوع شمس
٢	ظہر	۴	٠	زوال شمس	درمیان زوال و غروب شمس
٣	عصر	۴	٠	بعد آخر وقت ظہر	غروب شمس
۴	مغرب	٣	٠	بعد غروب شمس	غسق اللیل ؎۱
۵	عشا	۴	٠	بعد غسق اللیل	صبح
٦	جمعہ ؎۲	٢	٠	زوال شمس	درمیان زوال و غروب شمس
٧	عیدین ؎۳	٢	٠	طلوع شمس	زوال شمس
٨	تہجد	٠	٢	قریب نصف اللیل	صبح

بتائیے! یہ تفصیل رکعات کی ایجاد بندہ ہے یا حکم آفرینندہ؟ کس آیت نے صبح کی دو رکعت اور ظہر کی چار وغیرہ کی وغیرہ اور عیدین کی مقرر کی ہیں۔ لگتے ہاتھ براہِ مہربانی یہ بھی بتادیں کہ عیدین اور جمعہ میں جمعہ کس آیت کا حکم ہے؟" (اخبار اہلحدیث ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء)

مختصر یہ کہ ملا قمر آنی نے۔ چونکہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن شریف میں کل احکام مفصل ہیں۔ نماز کا بیان بھی اُس میں مفصّل ہے۔ اسلئے اُنپر مفصلہ ذیل اعتراضات وارد ہوئے تھے۔

(۱) اذان۔ (۲) تعیین اذکار (۳) تعداد رکعات (۴) تعیین اوقات وغیرہ کا ثبوت قرآن شریف سے مفصّل دکھاؤ۔

اِن سوالات کو اٹھانے کے لئے آپ نے یہ مفصل رسالہ لکھا ہے جس میں آپنے بہت ہی جانفشانی سے سوالات مذکورہ کو اُٹھانا چاہا۔ مگر افسوس کہ مُلاّ جی کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اِس ناکامی کے افسوس میں ہم بھی اُنکے شریک حال ہیں۔

اذان کا فیصلہ تو آپنے نہایت ہی سہل کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

؎۱ یعنی جب مغرب کیطرف بھی رات کی سیاہی ہو جائے۔ اور سفیدی بھی دور ہو جائے (چکڑالوی)

؎۲و۳ نماز جمعہ اور عیدین سے پہلے کھڑے ہو کر خطبہ میں قرآن شریف معہ ترجمہ سُنایا جاوے۔ جس میں کم از کم ان نمازوں کی دو رکعتوں جتنا وقت صرف ہو۔ اور جمعہ بجائے ظہر ہے۔

(چکڑالوی)

"اذان مروجہ کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں سکھائی۔ اور چونکہ ہر ایک دینی کام صرف خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق کرنا فرض ہے۔ اور جس کام کی تعلیم اس احکم الحاکمین نے اپنی کتاب پاک میں نہیں دی۔ اُس کا کرنا احداث اور کفر و شرک ہے۔ اس لئے ہم مروجہ اذان کا کہنا کہانا ناجائز جانتے ہیں۔ نماز کے متعلق اذان و مؤذن کے لفظ قرآن مجید میں کہیں نہیں آئے۔ ہاں ندا مشتق کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں۔ ولیکن ان سے مراد موجودہ اذان کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان سے مراد پانچوں اوقات ہیں" (صفحہ ۱۳۲)

اس دعویٰ پر آیات مندرجہ حاشیہ[1] کو دلیل لا کر لکھتے ہیں:۔

خلاصہ ان چار آیات کا یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت ہی منادی و مؤذن مقرر کئے ہوئے تھے۔ اور فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ کے مطابق خاتم النبیین بھی وقت ہی دیکھکر نماز کے لئے خبردار ہوشیار اور طیار ہو جاتے تھے۔ اور یہی آپکے مؤذن تھے۔ نہ کہ بلال وغیرہ معاذ اللہ۔ حاشا للہ! آپ کیوں قرآن مجید اور تمام رسولوں کی مخالفت کرنے لگے تھے۔ موجودہ اذان آپ نے ہرگز تعلیم نہیں کی۔ بلکہ یہ بھی دیگر مفتریات کی طرح آپ پر افتراء ہے۔ آپ وہی سکھاتے تھے۔ جو کتاب اللہ میں مذکور ہے۔ اس سے زاید ایک حرف بتانا آپکے منصب رسالت کے خلاف تھا" (صفحہ ۱۳۴)

قرآن مجید کی ایک آیت میں یوں ذکر ہے:۔

إِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا (پ ۶ ع ۱۳)	"جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو۔ تو کافر لوگ اس کو ٹھٹھا مخول جانتے ہیں"

اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مسلمان اذان دیتے تھے۔ نہ کہ وقت ان کو بزبان حال پکارتا تھا۔ تو ملا قرآنی اس کا جواب دیتے ہیں:۔

"نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ سے مراد بھی نماز کیطرف ترغیب دینا اور اس کے متعلق وعظ و نصیحت کرنا اور کہنا کہانا ہے اس سے مروجہ اذان کے مراد لینے کا کوئی قرینہ موجود نہیں" (ص ۱۳۶)

---

[1] (۱) إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الاٰية (۲) رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ (پ ۴ ع ۱۰) (۳) وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ الاٰية (پ ۱۲ ع ۱۰) (۴) وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الاٰية (پ ۱۹ ع ۴)

لیکن جب یہ کہا جائے۔ کہ سورۂ جمعہ میں ذکر ہے۔

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۲۸ - ع ۱۴)	"جمعہ کے روز جب نماز کے لئے اذان دیجائے۔ تو تم اللہ کے ذکر کی طرف لپکو"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جمعہ کے روز اذان ہوتی تھی۔ تو مُلا قرآن اس کا جواب دیتے ہیں:-

"اس آیت میں نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ سے مروجہ اذان مراد لینا کلام الٰہی میں تحریف کرنا ہے کیونکہ اس کا کوئی قرینہ اس آیت میں یا دیگر آیت میں نہیں بلکہ مذکورۃ الصدر چار آیتوں کو اس آیت کے ساتھ ربط دینے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان مبارک الفاظ سے ندائے ربانی یعنی دلوک الشمس (دن کا ڈھلنا) مراد ہے۔ جو کہ ایک زبردست اذان اور ندا و بلاوا طلبی ہے اور جس کے ہوتے ہوئے کسی مصنوعی منادی کی ضرورت نہیں" (صفحہ ۱۳۵)

ہم نے یہ تمام سوال وجواب اسلئے نقل کئے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین ان اہل قرآن حضرات کی کوشش کا اندازہ لگا سکیں۔ کہ کہاں تک قرآن شریف کو حقیقی معنی سے پھیرتے ہیں۔ حالانکہ علماء معانی کا اتفاق ہے۔ جسے آپ نے بھی صفحہ ۲۶۶ پر تسلیم کیا ہے۔

"کسی کلام میں مجاز اُسی وقت مراد لیا جاویگا۔ جبکہ کوئی قرینہ مانع حقیقت ہو"

کوئی ان سے یہ تو پوچھے کہ (بقول آپکے) وقت جو ندا کرتا ہے۔ وہ ندا حقیقی ہے یا مجازی؟

کچھ شک نہیں کہ اردو شاعروں نے بھی وقت کی ندا کرنے کا مضمون باندھا ہے۔ چنانچہ ایک عارف کہتا ہے ؎

غافل! تجھے کرتا ہے یہ گھڑیال منادی ٭ گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

تو کیا اُس گھڑیال کی "ٹن ٹن" میں فقرات ہوتے ہیں۔ کہ لوگو! تمہاری عمر کی ایک گھڑی اور کم ہوگئی؟ نہیں بلکہ یہ متکلم کی اپنی ذہانت اور عرفان کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ گھنٹہ بجنے سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جتنی عمر اس سے پہلے گھنٹے پر تھی۔ اُس سے ایک گھنٹہ اب کم ہے۔ مگر ایسے مخفی اور غامض نتائج پر ہر ایک طبیعت نہیں پہونچا کرتی۔ بلکہ ایسی باتوں کے قائل خود بھی ہر وقت اس پر متنبہ نہیں ہو سکتے بالکل بقول ؎

گہے بر طارم اعلےٰ نشینیم ؂ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

ایسے دور اندیشوں کو بھی ہر وقت اتنی دُور کی نہیں سُوجھتی۔ پھر کیا شریعت کے احکام ایسے
مخفی بھیدوں پر مبنی ہوا کرتے ہیں۔ جو کسی کی سمجھ میں نہ آئیں اور جو آئیں تو بڑی غور و فکر سے؟
بلکہ احکام شریعت ہمیشہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ہر ایک ادنیٰ۔ اعلیٰ۔ ذہین۔ غبی سب سمجھ سکیں یہ کیا ہے
کہ نماز پڑھنے کا حکم تو ہر ایک کو ہو۔ مگر وقت کی ندا سُننے والے خاص خاص لوگ ہوں پھر وہ بھی
ایسے کہ ہر وقت نہ سُن سکیں۔ بلکہ جس وقت خوفِ خدا یا کوئی خاص وجہ اُنکے دلوں پر متسلط ہو
تو جان سکیں۔ کہ ہاں یہ نماز کا وقت ہے۔

اب میں ذرہ مُلّا قرآنی کی ہوشیاری کا ذکر کرتا ہُوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔
"اذان کا بڑی سے بڑا فائدہ یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس سے نمازیوں کو اطلاع ہو جاتی ہے۔
لیکن غور کرنے سے یہ بات بالکل صحیح معلوم نہیں ہو گی۔ کیونکہ ۹۹ فیصدی نمازی مسجد
میں آنیوالے ایسے ہیں۔ جو صرف وقت کے اندازے سے آتے ہیں۔ نہ کہ اذان سُنکر۔ ہر ایک
شخص اپنے ایمان اور انصاف سے غور کرے کہ وہ دن میں کتنی دفعہ صرف وقت کو دیکھکر نماز
پڑھنے آتا ہے۔ اور کتنی دفعہ اذان سنکر؟ یقیناً وقتوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔" (صفحہ ۱۳۶)

کیسی ہوشیاری سے آپ ہی جواب دیتے ہیں۔ کہ وقتوں کا پلڑا بھاری رہیگا۔ چونکہ آپنے
اسکو پبلک کی رائے پر چھوڑا ہے اسلئے ہم بھی عام رائے پر چھوڑتے ہیں۔ کہ وہ خود ہی غور کریں جو
لوگ اپنے اپنے مشاغل میں لگے ہوتے ہیں اُن کو سایہ کا حساب تو کیا گھڑی دیکھنے کی بھی فرصت نہیں
ہوتی۔ کیا اذان اُن کو متنبہ کرتی ہے یا نہیں؟ ہم نے خود دیکھا ہے۔ کہ معمار لوگ جو دوپہر کو
۱۲ بجے کام چھوڑتے ہیں۔ اُن کو بھی سایہ کی کامل شناخت نہیں ہوتی۔ وہ بھی یا تو گھڑیاں دیکھتے
ہیں۔ یا لوگوں سے پُوچھا کرتے ہیں۔ کہ بارہ بجے ہیں۔ یا نہیں عصر کا وقت اس سے بھی زیادہ نازک
ہے۔ کیونکہ بقول آپکے دلوک شمس سے غروب آفتاب کے نصف سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے
پس گھڑیوں کو بالائے طاق رکھکر بتایئے۔ کہ عوام ایسے نامعلوم وقت کا اندازہ کیونکر کر سکتے ہیں؟ اور
کیونکر یہ وقت اُن کو منادی کر سکتا ہے۔ مزید مشکل یہ ہے۔ کہ جاڑے کا سایہ کیسا ہے۔ اور گرمی کا
کیسا؟ اسپر بھی ایک مشکل اور ہے۔ کہ اتنا آپ مانتے ہیں کہ دلوک شمس (زوال) نصف سے پہلے کر

وقت تک ظہر کا وقت ہے نصف وقت سی غروب آفتاب تک عصر کا۔ بغرض توضیح مطلب ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ ساڑھے بارہ بجے زوال ہوا۔ اور ساڑھے چھ بجے غروب۔ کل وقت چھ گھنٹے ہی جسکا نصف تین تین گھنٹے ہی۔ اب ان تینوں گھنٹوں میں نمازی کو اختیار ہی کہ کسی وقت نماز پڑھے گویا تین گھنٹے کامل ہر مسلمان کو ندا کرتے رہتے ہیں۔ مگر سُننے والے کو اختیار ہی کہ اب اُٹھے یا گھڑی ٹھیر کر اُٹھے۔ انکی اذان برابر تین گھنٹے ہوتی ہی۔ پھر یہ قول آپکا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی کہ

"ہم اہل قرآن لوگ اذان نہیں کہتے۔ ہماری بھی نمازیں جماعتیں اسیطرح ہوتی ہیں جیسی اذان والوں کی عملی طور پر اوقات ہی مؤذن و منادی ہیں۔ اور یہی تمام مسلمانوں کو نماز کی خبر اور اطلاع کرتے ہیں۔ اذان ہرگز ہرگز یہ کام نہیں دیتی بلکہ یہ بھی دیگر رسوم کی طرح ایک رسم ہی"۔۔۔

جبکہ وقت پورے تین گھنٹے اذان دیتا رہتا ہی اور نمازی کو اختیار ہی کہ جسوقت چاہے اسکی اذان کو قبول کرے تو پھر جماعت کے اجتماع میں کیوں خلل نہ آئیگا؟ آپکے اہل قرآن سب کے سب ایک ہی محلّہ میں ایک ہی دوکان پر رہتی ہیں۔ تو عجب نہیں۔ کہ وقت کی اذان اُن کو ایک ہی وقت میں اُٹھا لائے۔

ہاں یاد آیا کہ آپکی جماعت تو ماشاءاللہ ہم نے بھی دیکھی ہی۔ کہ ایک امام صاحب تھے۔ دو مسجد کے خادم اور ایک وہی بُڈھا میاں (چٹو) جسکی انتظاری میں بہت سا وقت کھویا تھا۔ کئی دفعہ بُلایا تھا۔ آخر جب بُڈھے میاں تشریف لائے اور جماعت کھڑی ہوئی تو مُلّا قرآنی پیشاب کرنے کو دوڑے اور بعدت مدیدہ وضو کر کے شریک جماعت ہوئے۔ سُبحان اللہ ایسی جماعت کثیرہ میں بغیر اذان کے کیوں کمی آنے لگی؟

تعیین اذکار

دوسری بحث بڑی تحقیق طلب یہ ہے کہ نماز میں جو جو اذکار مُلّا قرآنی نے مقرر کئے ہیں اس کا ثبوت کیا ہی۔ کہ یہی پڑھنے چاہئیں۔ ہم منتظر تھے۔ کہ حسب وعدہ رسالہ مفصلہ میں ہمارے تعاقبات اور اعتراضات کے جواب دینگے۔ مگر افسوس ہے

جو آرزو ہے اُس کا نتیجہ ہے انفعال ٭ اب آرزو یہ ہے کہ کبھو آرزو نہو۔

پہلی ہی اعتراض سے چیکی نکل گئے۔ مختصر رسالہ میں آپ نے لکھا ہے کہ (شروع نماز میں) تکبیر تحریمہ کی بجائے یہ آیت پڑھی جائے وَاَنَّ اللّٰہَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ علمی طرز سے اس پر ہمارا سوال تھا۔ کہ اس آیت میں اَنَّ ہے اور اَنَّ مفتوحہ حسب قاعدہ نحو مفرد کے حکم میں ہے **شرح مأتہ عبدالرسول** (جس سے آپ نے بھی صفحہ ۶۵ پر سند نقل کی ہے) اُس کا شعر غور سے سنیے

اِنَّ اَنَّ از بہر تحقیق اند فرق ست ایں قدر ؎ میکند مفتوحہ در تاویلِ مفرد جملہ را

پس یہ اَنَّ مع اپنے مدخول کے حکم مفرد میں ہے تو کلام تام نہ ہوا۔ اور جب کلام تام نہ ہوا۔ تو متضمن خبر بھی نہ ہوا پس اس سے نتیجہ کیا؟ علاوہ اسکے واؤ عطف کا اس پر ہونا اور بھی قابل غور ہے کہ یہ واؤ کیسا اور عطف کس پر؟

ہم ناظرین کی مزید تفہیم کیلئے پوری آیت نقل کرتے ہیں۔ تاکہ وہ مُلّا قرآنی کی محنت کی داد دینے کے قابل ہو سکیں۔ ساری آیت یوں ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ (پ۱۷ ع ۱۵)

اس سے پہلے ذکر ہے کہ مہاجرین شہداء کو خدا تعالیٰ نہایت پسندیدہ جگہوں میں داخل کریگا ؎ "یہ اس لئے کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور اس لئے کہ اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے یہ اس وجہ سے کہ اللہ ہی کی ذات برحق ہے اور یہ لوگ جن جن سے دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں فنا ہیں اور اس سبب سے کہ اللہ ہی بہت بلند اور بڑائی کا مالک ہے"

جتنے حصے پر ہم نے خط کھینچا ہے۔ مُلّا قرآنی نے اسی کو تکبیر تحریمہ تجویز کیا ہے۔ اب ناظرین اسی ترجمہ سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کلام مستقل نہیں بلکہ اپنے سے پہلے حصے کے ساتھ مربوط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُلّا صاحب کی اس بارہ میں کوشش کہ ہر موقع کیلئے آیت ہی لکھی جائے۔ بالکل اُس قصے سے مشابہ ہے جو میری ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ "میں ایک تکیے میں گیا سو وہاں ایک فقیر اُترا ہوا تھا۔ جو کسی کا جوٹھا حقہ نہ پیتا تھا۔ اگر کوئی اُسکو اپنا پیا ہوا حقہ دیتا۔ تو وہ جھٹ سے آیت قرآنی پڑھ دیتا کہ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ بھنگڑ بیچارے ڈر جاتے کہ شاید اس آیت میں کسی کا جوٹھا حقہ پینے سے منع ہوگا۔ سو دوست مذکور نے کہا۔ کہ میں بھی اپنا جوٹھا حقہ اُسکے پاس لے گیا۔ تو اُس نے مجھ سے بھی

وہی برتاؤ کیا۔ اور وہی آیت پڑھ دی میں نے بھی اُسکے بالمقابل کہا کہ بیٹا کیوں نہیں اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ نہیں ہے؟ **حاضرین** بولے۔ ہاں صاحب علم داروں کو علم دار ہی جواب دے سکتے ہیں ہمارے جیسے اَن پڑھ کیا جواب دیں۔

یہی حال ہمارے مُلّا قرآنی کا ہے۔ آیت ہو چاہے برمحل ہو یا بے محل۔ اِس سے مطلب نہیں۔ بقول اُستاد ؎

کالے گورے پہ کچھ نہیں موقوف ؎ دِل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

اس سوال کے علاوہ ایک سوال یہ بھی تھا۔ کہ اس آیت میں اس امر کا تو کوئی ذکر نہیں کہ تم اس جُملہ کو نماز کے وقت پڑھا کرو۔ پس آپ نے جو اِس آیت کو تکبیر تحریمہ کی جگہ تجویز فرمایا ہے اسکا بھی کوئی ثبوت آپ دے سکتے ہیں۔ کہ اس آیت کو یہاں ضرور پڑھنا چاہیئے؟ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ اس آیت کے پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں صاف لفظوں میں یُوں ذکر ہوتا۔ کہ

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقُوْلُوْا وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ یعنی اے مسلمانو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ پڑھا کرو۔" کیونکہ آپکا دعویٰ ہے کہ سب احکام قرآن میں مفصل اور مُبیّن ہیں۔ پھر یہ کیا تفصیل اور تبیین ہے کہ صاف لفظوں سے سمجھ نہ آئی ایسے ضروری سوالات کے جوابات سُننے کے ہم منتظر تھے۔ کہ مفصل رسالہ میں ہونگے۔ مگر افسوس صد افسوس مُلّا قرآنی نے ہمکو اتنے دنوں تک وعدوں ہی میں ٹلایا اور ایفاء نہ کیا ؎

نہیں وُہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر ؎ جو اُس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

مفصل رسالہ میں اور مسایل کا تو کسیقدر ذکر ملتا ہے لیکن اِس مسئلہ کا نام تک نہیں لیا۔ انا للہ۔

لطیفہ حیرت انگیز چالاکی یا مجرمانہ خیانت

مُلّا قرآنی نے مجمل نماز میں تو تکبیر تحریمہ کی بجائے * وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ لکھا ہے۔ مگر مفصل رسالہ کے صفحہ ۲۸۲ پر فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم میں تکبیر تحریمہ کے یہ الفاظ ہیں۔ مَا یَدْعُوْنَ[۱] مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ ترجمہ جس قول و فعل یا کسی اور چیز کی طرف لوگ رغبت کرتے ہیں۔ جو سوائے اُس کی کتاب کے ہے وُہ بالکل باطل ہے۔ میں اس سے بیزار ہوں۔ کیونکہ تحقیق اللہ ہی ہر طرح بلند شان بزرگ ہے۔ پس

[۱] مولوی حشمت العلی صاحب نے بھی تبقلید چکڑالوی یہ آیت یونہی لکھی ہے۔ (ص ۱۶)

* طبع دوم میں بھی بدل دیا دیکھو حاشیہ ص ۶ رسالہ ہذا

"تکبیر لفظ ما ہے کیونکہ نماز کے ہر رکن کے شروع میں کہنی فرض ہے" صفحہ ۲۸۲

واہ رے تعصب! کہ تو انسان کو کیسا ضدی بنا دیتا ہے۔ اور کیسا ذلیل کراتا ہے آج تک تو میرا خیال تھا۔ کہ مُلا قرآنی گو غلط راہ پر ہے۔ مگر قرآن شریف پر غور کرتا ہوگا۔ تو عجب نہیں کہ کسی روز اس غور کا نتیجہ اسکو یہ ملے کہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائے مگر عبارت مذکورہ کے دیکھنے سے یہ خیال جاتا رہا اور یقین ہو گیا کہ آپ بالضرور باوجود علم کے غلطی پر رہینگے۔ العلم حجاب اکبر۔

ناظرین! میری اس ناراضگی کو معمولی مولویانہ ناراضگی نہ جانیں۔ ذرہ آیت مرقومہ کو بصفحہ ۱۳ کتاب ہذا پوری پڑھیں اور اس کا مطلب ذہن نشین کر کے مُلا قرآنی کے اس مقام کو غور سے پڑھیں اہل علم ناظرین کو مزید توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ حضرات غور فرما دیں۔ کہ ملا جی نے کس ہوشیاری سے اس آیت کی بے جا کتر بیونت کی ہے۔ اول تو واؤ عطف کو ہضم کر گئے۔ دوم اَنَّ مفتوحہ کو کھا گئے۔ اصل آیت یوں تھی ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ جس سے مشرکوں کا رد کرنا منظور تھا۔ کہ اللہ کی ذات بابرکات تو حق اور مستحق عبادت ہے اور جن لوگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں۔ وہ ناکارہ ہیں۔ ہیچ ہیں۔ کچھ بھی نہیں" کہاں یہ مطلب اور کہاں مُلا قرآنی کا ترجمہ نہ تو آپ کو اس امر کا خیال رہا یا دانستہ تجاہل فرمایا۔ کہ اَنَّ مفتوحہ کیوں ہے۔ اور اس کا تعلق کس عامل سے ہے۔ اور وہ عامل بھی کسی کا معمول ہے یا نہیں۔ پھر اس برتے پر تتا پانی۔ آپ علمائے اسلام کو عموماً اور "اہلحدیث" کو خصوصاً کوسا کرتے ہیں۔ کہ یہ ظالم ہیں۔ اندھے ہیں۔ قرآن شریف پر تدبر نہیں کرتے۔ واہ! اسے

عجب ہوشیاری کہ نادان بنکر۔: ہمیں سے ہمارا گلہ ہو رہا ہے:

دوسرا ذکر بعد ہاتھ باندھنے اور نیت کرنیکے دوسرا ذکر آپ نے یہ تجویز کیا ہے۔
"اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"

اس دعا کے انتخاب کی وجہ یوں بتلاتے ہیں

"اس دعا کے ماقبل قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ اور اپنی قوم کو بت پرستی سے منع کرنے کا ذکر ہے" صفحہ ۱۵۲۔

اس سے کیا ثابت ہوا۔ یہ کہ زمین گول ہے کیونکہ چاول سفید ہیں جیسی چاولوں کی سفیدی ہے

زمین کی گولائی کا ثبوت دیا جاتا ہی اور غالباً ہر ایک دانا کی نظر میں کافی ہی۔ اسی طرح مُلّا قرآنی کا یہ ثبوت ہی بھلا اگر اس آیت سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو شرک سی منع کرنیکا مذکور ہے تو اس سی یہ کیونکر ثابت ہُوا۔ کہ یہ آیت نماز کے شروع میں پڑھنی چاہیے؟ ہاں نہایت یہ ثابت ہوا۔ کہ جب کبھی آپ بھی کسی مشرک قوم کو سمجھاویں۔ تو آپ بھی یہ آیت پڑھ دیا کریں علاوہ اسکے یہ کہاں سے ثابت ہُوا۔ کہ اسکو شروع نماز میں پڑھا کرو۔ آخر اس تعیین موضع کی بھی کوئی دلیل ہے؟ کوئی نہیں۔

دوسری آیت بطور نقل پڑھنے کے لئی آپ نے یہ لکھی ہی[۱]:۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (ص۱۵۳)

اِس آیت کا ترجمہ ہی آپکی تکذیب کرتا ہی۔ جو آپ ہی کے الفاظ میں لکھتا ہوں۔

"یہ تحقیق نماز میری اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا واسطے اللہ کے ہی نہیں کوئی شریک ہرگز اُس کا اور مَیں اسکا حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلے اللہ کے حکم ماننے کو تیار ہوں" (ص۱۵۳)

اس ترجمہ میں جس لفظ پر خط دیا گیا ہی۔ ناظرین اُسے غور سے دیکھیں۔ کہ کیا کسی مومن مسلمان کی شان ہی۔ کہ یہ دعویٰ کری۔ کہ "میں سب سی پہلے تیار ہوں[۲]" اسی ایک لفظ سی معلوم ہوتا ہی کہ مُلا قرآنی نے خواہ مخواہ دھینگا دھینگی اس آیت کو کھینچ تان کر اس مطلب کے لئی یہاں لکھا ہی۔ ورنہ اصل مقام اُس کا یہ نہیں۔

غرض اسی طرح کی بے ثبوت دعائیں آپنے بعض اور لکھی ہیں۔ جنکا کوئی ثبوت نہیں دیا کہ ان کو اس موقع سی کیوں مخصوص کیا گیا ہی۔

فاتحۃ الکتاب یعنی سورت الحمد

بعد اس کے آپ نے سورۃ الفاتحہ کو تجویز فرمایا ہے۔ گو اس تجویز میں ہم آپکے مخالف نہیں مگر حسب اصول ہی آپ نے اسکی تعیین کی ہی اُس اصول میں اختلاف ہے آپ نے فرمایا ہے۔

دعاؤں کے بعد قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہی فرمایا اللہ تعالےٰ نے:۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (پ۱۴ ع۶) (۱) سبعاً کی تنوین عوض مضاف الیہ ہی الخ

[۱] مولوی حشمت العلی صاحب اس دعا کو چھوڑ گئی۔ شاید ناپسند ہوئی: (منہ) [۲] کیونکہ مسلمان تو پہلے ہی بیشمار گذر چکے ہیں (منہ)

اس کی خبر ہے (۶) ھن المثانی لفظاً جملہ خبریہ ہے لیکن معناً جملہ انشائیہ ہے اس کے معنی ہیں - وہ دوہرائی جاویں نمازمیں بار بار پڑھی جاویں (۷) المثانی کا الف لام عوض مضاف الیہ ہے (۸) اور مضاف الیہ کل صلوۃ ہے پس سبعاً من المثانی کی تقدیر اس طرح ہوگی - سبع آیات اللاتی ھن مثانی کل صلوۃ جس کا ترجمہ یہ ہوگا - سات آیتیں جن کا حق یہ ہے کہ نماز میں بار بار پڑھی جاویں (۹) اور وہ سات آیات سورہ فاتحہ کی ہیں" (صفحہ ۱۵۶)

اس ساری تقریر میں لفظ مثانی غور طلب ہے افسوس ہے کہ اس تقریر میں آپنے اپنے دعوے قرآن دانی کے بالکل خلاف کیا - اور تفسیر کے متعلق اپنا دعوی تفسیر القرآن بآیات الفرقان[ف۱] بالکل بھول گئے - سُنیے مثانی کے وہی معنی صحیح ہونگے - جو قرآن شریف خود کریگا لیس بغور سُنیے!

اللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ (پ ۲۳ ع ۱۷)[ف۲]

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے تمام قرآن شریف کو مثانی فرمایا ہے - افسوس (آپنے سورۃ الحمد کی ترکیب کرنے پر تو بڑا زور دیا - بلکہ ساری نحو خرچ کر ڈالی - مگر اس آیت کو غور سے نہ دیکھا - بلکہ دیکھا ہی نہیں حالانکہ بحیثیت مُلّا قرآنی ہونیکے آپکا پہلا فرض تھا - کہ قرآن شریف کی تفسیر قرآن سے لیتے - خیر اگر پہلے نہیں لی تو اب ہی لیجئے - سُنیے! "مثانی" کتابا کی صفت ہے اور کتابا سے مراد قرآن شریف ہے مطلب صاف ہے - کہ قرآن شریف تمام مثانی ہے - یعنی بار بار پڑھے جانیکے قابل[ف۳] - پس آپ کی پیش کردہ آیت کے معنے یہ ہوئے - کہ ہم (خدا) کے تمکو مثانی میں سے سات آیات یعنی قرآن عظیم (جسکو سورہ فاتحہ کہتے ہیں) دیا ہے - القرآن العظیم کو آپ نے بھی عطف تفسیری کہا ہے - (صفحہ ۱۸۱) ہم نے بھی وہی مان لیا ہے - پس

ف۱ ملا قرآنی نے اس نام کی ایک تفسیر لکھنے کا اشتہار دیا تھا - (منہ)

ف۲ اللہ نے سب سے اچھی کتاب ملتی جلتی اُتاری ہے - جو بار بار پڑھے جانے کے قابل ہے جس سے ایمان داروں خدا سے ڈرنے والوں کے چمڑے پھڑکتے ہیں پھر اُنکے چمڑے اور دل خدا کے ذکر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں -

ف۳ مثانی کی یہ تفسیر (کہ بار بار پڑھی جائے) بھی ہم نے عام رائے اور مُلّا قرآنی کی رائے پر لکھی ہے ورنہ ہماری تحقیق تو کچھ اور ہی ہے (دیکھو تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن عربی مصنفہ خاکسار) مصنف

مثانی کے لفظ سے آپنے سورہ فاتحہ کی تعیین کی ہے۔ تو اسی مثانی سے لازم آیا کہ تمام قرآن شریف کو نماز میں پڑھا جاوے۔ یا کم از کم یہ کہ قرآن کا کوئی حصہ یا سورت بھی پڑھی جاوے۔ تو کافی ہے۔ فاتحہ کی تعیین کس دلیل سے ہوئی؟ غرض جو کام آپ کو کرنا تھا ہنوز آپکے ذمہ ہی باقی آپکی تقریر سب کی سب حسب عادت طول بلاطائل ہے۔ ایسا ہی اس مضمون کے ضمن میں جو حسب عادت شریفہ آپنے خواہ مخواہ بعض احادیث کو زیر مشق بنایا ہی اسکا جواب بھی یہاں ہم ضروری نہیں جانتے۔ ہمیں آپکی طرح رسالہ کی ضخامت کو نہیں بڑھانا۔ بلکہ صرف آپکے اصل مقصد پر بحث کرنا ہمیں مطلوب ہی۔ اسی لئے ہم آپکے دوراز کار اعتراضات حدیثیہ کا جواب نہ دینگے۔

رکوع سجود کے بیان میں آپ نے یوں تو حسب عادت شریفہ بہت ہی طوالت سے کام لیتے ہوئے کئی ایک ورق بھرے ہیں۔ مگر سب کی سب دوراز کار باتیں ہیں۔ جن سے اپنا اور اپنے ناظرین کا وقت ضائع کیا ہی۔ مطلب کی بات تو صرف اتنی تھی کہ اس بات کا ثبوت دیتے کہ رکوع اور سجود نماز کے فلاں رکن کے بعد ہیں۔ اور اُن میں یہ ذکر کرنا چاہیئے۔ مگر ایسا تو کیا نہیں ناحق تمام آیات جن میں کسی طرح سے بھی رکوع سجود کا نام آگیا جڑ دی ہیں۔ نہ ہمارے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کہ جو جو دعائیں آپنے تجویز کی ہیں۔ ان کا ثبوت قرآن شریف کی کس آیت سے ملتا ہی پر توجہ دکی۔ حالانکہ یہی کام اصل کرنیکا تھا۔ باقی جس قدر آپ نے بحث کی۔ اور ناحق طول طویل مضمون سے صفحات بھری ہیں۔ اُن کا خلاصہ صرف اتنا ہے۔ کہ رکوع سجود نماز کے رکن ہیں جس سے ہمیں بھی انکار نہیں (گو آپکے استدلالات پر بحث ہو سکتی ہی۔ جو سردست ہمیں منظور نہیں) آگے آپ لکھتے ہیں:۔

"فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا (پ ۲۹ - ع ۲) **ترجمہ**۔ پس تو اپنے رب کے حکم پر لگا رہ اور انمیں سے کسی نافرمان یا کافر بدبخت کی اطاعت نہ کر اور صبح شام اپنے رب کی نمازیں پڑھا کر (یعنی دن کی تمام نمازیں پڑھ فجر ظہر۔ عصر) اور رات کیوقت بھی سجدہ نماز ضرور ادا کیا کر (یعنی شام و عشا میں) اور (رکوع سجدہ نماز میں) اسکی تسبیح بیان کیا کر رات

کافی لمبی ہوتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یُسَبِّحُوْنَہٗ وَ لَہٗ یَسْجُدُوْنَ (پ ۹ ع ۱۴)

ترجمہ۔ تحقیق جو لوگ تیری پروردگار کے نزدیک (برگزیدہ و مجتبیٰ ہوئے ہیں یعنی رسول) اس کی عبادت (نماز) سے لاپروائی نہیں کیا کرتے تھے۔ اور وہ خدا کی تسبیح بیان کیا کرتے تھے۔ در آنحالیکہ وہ اس کے آگے سجدے کرتے تھے (نماز میں)

پہلی آیت میں حکم ہوا ہے فَاسْجُدْ لَہٗ وَ سَبِّحْہُ واو جمع کے لئے ہے۔ لہذا تسبیح سجدہ کے ساتھ جمع ہوگی۔ یعنی سجدہ میں تسبیح بیان کرنیکا حکم ہوا ہے دوسری آیت میں وَ لَہٗ یَسْجُدُوْنَ کی واو حالیہ ہے اور مراد یہ ہے کہ انبیاء حالت سجود میں تسبیح کہا کرتے تھے" صفحہ ...

اس تقریر میں جیسے آپ پھسلے ہیں۔ کوئی مناظر شاید کبھی پھسلا ہوگا۔ نہ صرف مضامین قرآنیہ کے خلاف بھٹکے ہیں۔ بلکہ علوم آلیہ (صرف و نحو وغیرہ) تک سے بھی آپکو ذہول ہو گیا۔ غور سے سنئے! پہلی آیت میں جو واؤ عاطفہ کو آپنے جمع کے لئے لکھکر نتیجہ نکالا ہے۔ اگر صحیح ہے تو فرمائیے! کہ آیت مندرجہ ذیل (جسکو آپنے بھی صفحہ ۲۲۲ پر رکوع۔ سجود کے ارکان ہونیکے ثبوت میں پیش کیا ہے اُس) کے کیا معنی ہونگے۔ غور سے سُنیئے!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ (پ ۱۷ - ع ۱۹) یعنی اے ایماندارو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو"

فرمائیے! اگر آپکا اصول صحیح ہے۔ کہ واؤ جمع کے لئے ہے تو اس آیت میں سجدہ اور تسبیح دونوں فعل جمع ہونگے۔ تو کیا یہ چاروں فعل (رکوع۔ سجود۔ عبادت۔ فعل خیرات) سب ایک وقت میں کئے جائینگے؟ ممکن تھا۔ کہ آپ فعلِ خیر کو سجدہ یا رکوع سے جمع ہونے کا حکم دیدیتے مگر خیریت ہے آپ خود اس آیت کا ترجمہ ایسا کرتے ہیں۔ جو اس توجیہ کو متحمل نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اے ایماندارو! رکوع کیا کرو۔ اور سجدہ کیا کرو۔ اور خدا کے سامنے اور بھی عاجزی کیا کرو۔ اور اپنے بھائی نمازیوں کے ساتھ نیکی کیا کرو" صفحہ ۲۲۲

اس ترجمہ نے فیصلہ کر دیا۔ کہ فعلِ خیر (جسکا ترجمہ بقول آپکے۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی

کرنیکا ہے) بھی رکوع یا سجدہ کیساتھ جمع نہیں ہوسکتا - اور کوئی تو کیا ہی جمع کریگا - خود آپکا بھی یہ مذہب نہیں - کیونکہ آپ بھی یہی مانتے ہیں - کہ رکوع الگ فعل ہی سجود الگ - چنانچہ رکوع کا ذکر آپنے صفحہ ۲۲۱ پر کیا ہی اور سجود کا ذکر صفحہ ۲۳۹ پر لائے ہیں - حالانکہ آپ کے اس اختراعی قاعدہ کے مطابق لازم آتا ہے - کہ رکوع اور سجود ایک ہی وقت میں کئے جانے چاہئیں

ایسا ہی دوسری آیت کے متعلق آپکی تقریر بھی سراسر غلط اور قواعد نحو کے بالکل برخلاف ہی آپ نے وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ کے واؤ کو حالیہ بنایا ہی حالانکہ یہ جملہ فعلیہ مضارع ہے - نہ کہ اسمیہ اور لَهٗ کی لام يَسْجُدُوْنَ کے متعلق ہی - اور مضارع جملہ فعلیہ کے متعلق **کافیہ** میں لکھا ہے -

وَالمضارع المثبت بالضمير وحده	کہ مضارع صرف ضمیر سے حال ہوتا ہی نہ کہ واؤ سے

(دیکھو کافیہ وغیرہ بحث حال)

پس بتائیے! کہ آپنے جو یہاں ایک ایسے مضارع کو جسکے سر پر واؤ بھی ہے - اور اُس میں ضمیر بھی ہی حال بنایا ہے - قاعدہ علم نحو کے خلاف ہے - یا نہیں؟ اور یہ آپ کی بیخبری آپکی قرآن دانی میں نقص لاسکتی ہے یا نہیں؟ اللہ اللہ! کہیں تو ملا جی کے یہ دعوے کہ بات بات میں شرح جامی مُغنی مختصر اور مطول کے حوالے دیئے جارہے ہیں - کہیں یہ حال ہی کہ **حال** جیسی بے **حال** مگر انہیں کیا معلوم تھا - کہ کوئی دیکھنے والا بھی دیکھیگا - سچ ہی ؎

نازہے گل کو نزاکت پہ چمن میں ای ذوق :: اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

پس اس موضوع میں آپکی تمام تقریر کا مدار کار یہی مغالطہ تھا - جو حل ہوگیا - اس لئے باقی کا جواب بھی یہی ہے ؎ مختصر بات ہو مضمون مطول ہوئے -

اس تقریر سے بڑھکر آپکی تقریر اثبات **قومہ** (قیام بعد از رکوع) کے باب میں حیرت افزا ہی آپ لکھتے ہیں -

:: واضح ہو کہ قومہ رکوع کا تتمہ و تکملہ ہے اور رکوع بغیر قومہ کے ناتمام و نامکمل ہوتا ہے - قومہ رکوع کو ایسا ہی لازم ہی جیسا دن کو رات چنانچہ رکوع کے باب میں ایسی آیات نقل ہوچکی ہیں - جن سے ثابت ہوتا ہی کہ رکوع کے بعد سجدہ ہے - چونکہ قومہ رکوع کو لازم اور تابع ہے اسلئے ان آیات کا مقصود یہ ہی کہ رکوع و قومہ کے بعد

سجدہ ہی جیسا کہ کہا جائے "میں بیس دن کے بعد آؤنگا" تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ میں بیس دن رات کے بعد آؤنگا۔ گو رات کا لفظ نہ ہی بولا جائے۔ ایسا ہی گو رکوع کیساتھ قومہ کا لفظ نہ بھی بولا جائے۔ تاہم اس کہنے سے کہ رکوع کے بعد سجدہ ہے۔ یہی مراد ہے۔ کہ رکوع و قومہ کے بعد سجدہ ہے" صفحہ ۲۴۰ - ۲۴۱ -

اس تقریر میں آپنے کمال کیا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپنے خدا جانے یہ دعویٰ کس زبان سے کیا تھا۔ کہ تمام مذہبی احکام قرآن شریف میں مفصل اور مبیّن ہیں۔ کیا تفصیل اور تبیین اسی کا نام ہے؟ جو آپ تبلا رہے ہیں۔ اور ناخنوں تک زور لگا کر ایک ایک حکم کی پڑتال کر رہے ہیں پھر بھی کامیابی معلوم۔

سُنئیے! آپ نے مثال غلط دی ہے "بیس دن" کہنے سے راتیں اس لئے آتی ہیں کہ بغیر رات کے درمیان میں آنے کے دن میں تعدد نہیں آسکتا۔ یعنی اگر سو دو سو گھنٹے سورج کی روشنی ہی رہے تو ایسے ممتد وقت کو ہم متعدد (دو چار) دن نہیں کہہ سکتے۔ دنوں کو متعدد جب ہی کہینگے کہ اُن میں رات کی سیاہی حائل ہو جیسے کہ آپ نے صفحہ ۲۶۷ پر سجدوں کے متعدد ہونے کے لئے لکھا ہے۔

"اگر کوئی شخص قیامت تک سجدہ میں پڑا رہے تو وہ ایک ہی سجدہ ہوگا۔ جب تک کہ ایک سجدہ سے سر اُٹھا کر بار دگر سجدہ میں نہ گرے" صفحہ ۲۶۷

ٹھیک اسی طرح جب تک رات حائل نہ ہو۔ دنوں کو متعدد نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ دن اُس وقت کا نام ہے۔ جو طلوع اور غروب آفتاب کے درمیان ہے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دن کی انتہا رات کی ابتدا پر ختم ہوتی ہے اور رات کی ابتدا دن کی انتہا سے شروع ہوتی ہے۔ مگر یہ نسبت قومہ اور رکوع میں نہیں ہے۔ بھلا اگر ہم بغیر قومہ کرنے کے رکوع سے سیدھی سجدہ میں جائیں تو کیا یہ فعل دو نہیں ہونگے؟ یا کسی شخص نے کھڑے کھڑے تو رکوع کیا اور جھکے جھکے ہی بیٹھ گیا بیٹھک ہی کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی طرح بیٹھ گیا۔ پھر کھڑے ہو کر رکوع کیا۔ پھر بیٹھ گیا۔ تو یہ اُس کے تین رکوع ہوئے۔ یا نہیں؟ حالانکہ ان میں قومہ حائل نہیں ہوا۔ پس اس دلیل سے آپکا قومہ کا ثبوت دینا تارِ عنکبوت سے بھی ضعیف ہے۔

ملا قرآنی جی! اپنی قرآن دانی کو دیکھا؟ ؎

پڑا افلاک کو کبھی دل جلوںسی کام نہیں ∴ جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

تکبیر کے وقت کان پکڑنے کی بیان میں

مُلا قرآنی نے یہ مسئلہ بھی قرآن شریف سی نکالنی کا التزام کیا ہی کہ ہر تکبیر کے وقت دونوں کان پکڑنے چاہئے چنانچہ آپ مندرجہ بالا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں!-

"ہر تکبیر کے ساتھ اپنے کان پکڑنے فرض ہیں - یہ اقرار جرم و توبہ کی علامت ہی" صـ ۲۸۲

ہم حیران ہیں، کہ بقول ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی ∴ کہ با آسماں نیز پرداختی

ضروری ارکان نماز سی تو فارغ ہوئی نہیں غیر ضروری کا ثبوت دینے لگی (یہ الگ بات ہی کہ آپ اس غیر ضروری کو بھی ضروری جانیں) بہر حال آپ اِس کا ثبوت دیتے ہیں -

"آیت ذیل میں کانوں کو خدا کے حضور ذلیل کرنیکا حکم ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک و بے عیب میں وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ پ ۱۸ ع ۵ -

ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم ان کی عبرت کے لئے انپر سختیاں اور تکلیفیں بھیجتے رہتے ہیں (تاکہ وہ خدا کے آگے عاجزی کریں) لیکن پھر بھی وُہ استکانت و تضرع نہیں کرتے (پس اُن سے کہو کہ ای لوگو! خدا کے حضور استکانت و تضرع کیا کرو مطابق کتاب اللہ) یعنی اللہ کی آگے جنو کان اور آنکھیں اور دل تمہاری فائدی کی لئی پیدا کئی ہیں - انکو ذلیل و حقیر کرو - پر تُم بہت تھوڑی قدر شناسی کرتے ہو (یعنی کانوں اور آنکھوں اور دلوں کو تھوڑا ذلیل کرتے ہو) -

اس آیت کا مطلب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر قحط - طاعون - وغیرہ سختیاں اس باعث سی بھیجتا رہتا ہی - کہ وُہ خدا کے آگے استکانت و تضرع نہیں کرتے - پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہی کہ تم استکانت و تضرع کیا کرو - اور استکانت و تضرع کی تفسیر یہ ہے کہ خدا نے تمہارے کان - آنکھیں اور دل جو پیدا کئی ہیں اُن کو اسکے سامنے ذلیل و حقیر کیا کرو اِس آیت کے ماقبل و مابعد پر غور کرنیسے یقین ہوتا ہی - کہ یہ نماز کے متعلق ہی لہذا ہر سہ اعضاء

مذکورہ کو خاص نماز میں ذلیل وحقیر کرنے کا حکم ہے" ص ۲۸۶۔

یہ کلام تو آپ کا بالکل ایک راست باز شاعر کے کلام کی طرح راست ہے ؎

دندانِ تو جملہ در دہان اند ❊ چشمانِ تو زیر ابروان اند

ہر چند آپنے آیت موصوفہ کے ترجمہ کرنیمیں بہت کچھ کارستانیاں کی ہیں کہیں خطوط وحدانی میں الفاظ بڑھائے ہیں۔ کہیں کوئی جملہ بطور تفسیر کے زیادہ کیا ہے۔ غرض ہر طرح سے آپنے مطلب برآری کی کوشش کی ہے تاہم بقول ؎ جسنوں دی مکولا اُسے دی شاہ دولا۔ کامیابی خدا ہی کی طرف سے ہے بڑا زور تو آپ کا اتنے لفظ ہی پر ہے کہ "ہر سہ اعضا مذکورہ کو خاص نماز میں ذلیل وحقیر ہیں کرنے کا حکم ہے" بہت خوب! لیکن کان پکڑنیکا حکم تو حضور کی ایجاد ہوئی۔ کیا سجدہ کرنے سے تینوں اعضا خدا کے سامنے ذلیل نہیں ہوتے۔ کانوں کی ذلت اگر پکڑنے سے ہے۔ تو آنکھوں کو بھی پکڑ لیا کرو پھر ہاتھوں کو بھی پکڑ لینا چاہیے۔ آپ کو اسمیں غلطی لگی ہے جو آپ کان پکڑنے کو کانونکی ذلت سمجھتے ہیں۔ کان پکڑنے سے کانوں کی ذلت نہیں ہوتی بلکہ کان پکڑنیوالے کی ہوتی ہے شاید آپکو معلوم نہیں کہ دونوں مضمونوں میں فرق ہے ہاں سجدہ کرنے سے سب اعضا کی خدا کے حضور ذلت ہے۔ پس سجدہ اس حکم کی تعمیل کو کافی ہے باقی آیات حسب عادت جو آپ نے لکھی ہیں۔ بالکل بے تعلق ہیں۔ کہیں کسی آیت سے یہ ثابت نہوگا۔ کہ نماز میں کان پکڑو۔ حالانکہ آپ کا دعوٰی ہے کہ جتنے مسائل شرعی ہیں قرآن مجید میں سب مبیّن اور مفصل ہیں۔ بہر حال آپ کا دعوٰی قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت نہیں۔

لطیفہ اگر ملا قرآنی یا اُن کا کوئی دوست کچھ نذرانہ دیتے (نہ مثل سابق[1] بلکہ دم نقد) تو کان پکڑنے کی آیت ہم خود بتا دیتے۔ چونکہ علم کا چھپانا جائز نہیں۔ مفت ہی بتا دیتے ہیں۔

[1] اس سابق کے لفظ میں ایک اشارہ ہے۔ جن دنوں بعض علما نے بظاہر میری عربی تفسیر کو پیش نظر رکھکر مجھ سے مخالفت کی۔ تو ملا قرآنی کے راسخ حواری میاں محمد چٹو لاہوری نے مجھے ایک خط لکھا تھا۔ جو معہ جواب اخبار "اہلحدیث" سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"جناب مولوی صاحب! السلام علیکم طبتم۔ مولویصاحب! میں مولوی تو نہیں ہوں مگر آپ لوگونکا خادم ہوں۔ اور جسجگہ پر مجھ سے غلطی سرزد ہو۔ وہاں پر مجھ کو معافی دینا میں بیشتر

غور سے سُنیے! اگر اس سے انکار ہو۔ تو اپنی آیات سے ملا لو۔ پس سنو!
فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ (پ ۱۵۔ ع ۱۳) (یعنی ہم نے اُنکے کانوں پر مارا)
گو اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے ہم نے اصحاب کہف کے کانوں پر مارا۔ یہ ایک محاورہ ہے کہ ہم نے اُنہیں کئی سال سلا دیا۔ مگر آپ کو اس سے کیا کسی کا ذکر ہو۔ کانوں کو مارنے کا حکم دیا۔ مُلّا جی! سے ہاتھ لا اُستاد کیوں کیسی کہی۔

بقیہ حاشیہ

امرتسر آپکی خدمت میں آیا تھا۔ آپکو یاد ہوگا۔ اس وقت آپکی نسبت افواہیں امرتسر میں اُڑ رہی تھیں اور اسی ارادہ کے واسطے آپکے پاس آیا تھا۔ جو میں اس وقت ظاہر کرتا ہوں آپ نے جسقدر حصۂ عمر کا بسر کیا ہے۔ اُس میں جو کچھ فائدہ اُٹھانا تھا۔ اُٹھا لیا۔ اور اب اگر زندگی اور ہے تو اور فائدہ اٹھا لوگے۔ اسی طرح سے میں اپنا حال رقم کرتا ہوں۔ یعنی میری عمر ۸۷ سال کی ہے۔ جو کچھ اس عمر میں نفع و نقصان اٹھانا تھا اُٹھا لیا اور آگے بشرط زندگی جو منظور خدا کو ہوگا۔ وہ ہوگا۔ اب ارادہ میرا یہ ہے کہ میں نے دسہزار کی جائداد اول وقف کی ہے اور پندرہ ہزار کے اور کرنے کا ارادہ ہے۔ واسطے اشاعت قرآن کے مولوی صاحب! آپ اہل قرآن ہیں اور الحدیث اپنا اپنے کو ظاہر کر رکھا ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ اسلام میں خالق کیساتھ مخلوق کا کیا حق ہے۔ اتنی مدت آپ نے الحدیث بنکر قوم کی خدمت کی اور ہیئت مذہب کو پھیلایا۔ اور اُسکی تائید کی۔ مگر اصل جو مقصود تھا۔ اُس میں میں بھی بھولا رہا۔ اور آپ بھی۔ تیرہویں صدی میں افواہ عام لوگونکی زبان زد تھی۔ کہ زمانہ چودہ صدی کا اچھا ہوگا۔ جسکا نمونہ خداوند تعالیٰ نے مولوی عبداللہ چکڑالوی کو اتفاق سے بھیجدیا اور قرآن جو اصل کتاب آسمانی ہے۔ جسکی تابعداری کرنیکا حکم رسول سلام علیہ کو دیا۔ اور کل قوم کو ہوا تھا۔ اسکی اشاعت اور تبلیغ میں مصروف ہو کر بندگان خدا کو اس کا شوق دلایا۔ اہل قرآن کے نام سے محبت دلائی اور اُسپر عمل کرنیکی خیال کی طرف متوجہ کیا اور لوگونکو تاریکی میں سے نکال کر طرف نُور کے لائے۔ اب جو فتویٰ آپ پر مولوی لوگوں نے لگایا۔ آپ ہوش کر کے بالکل ہوشیار اور بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ بہت

نوٹ اس موقعہ پر ہم مولوی حشمت العلی صاحب کی محنت کا ذکر کرنا بھی مناسب جانتے ہیں۔

یہ تو ہم بتا آئے ہیں کہ مولوی صاحب کا رسالہ درحقیقت کوئی نیا نہیں بلکہ مُلا قرآنی کے دونوں رسالوں سے ماخوذ بلکہ ہوبہو ہے۔ اس مسئلہ (کان پکڑنے) میں بھی آپ نے چکڑالوی رسالہ کلاں (برہان الفرقان) سے مضمون اخذ کیا ہے۔ مگر چونکہ خاص خوبی سے کیا ہے۔ جس کا ہمیں لُطف حاصل ہُوا اسلئے ہم اپنے ناظرین کو بھی اس لطف میں شریک کرنا چاہتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

بقیہ حاشیہ

وقت گذر گیا۔ اور تھوڑا رہا۔ اور دُنیا سے بھی آپ خلاصی پاگئے۔ کیونکہ آپ نے مذہبی لوگوں پر تمام عمر زور شور سے فتوے لکھے تھے۔ جو اُن سے تم کو حاصل ہُوا۔ دینی دُنیاوی وہ آپ کو روشن ہو گیا ہے۔ اب میں تھوڑی سی دعوت کرتا ہوں۔ خدا واسطے اس دعوت کو رد نہ کرو میں بُوڑھا ہُوں تم جوان ہو۔ اہل قرآن کی خدمت کیواسطے پچیس ہزار روپیہ آپ ہاتھ میں لو۔ اور خرچ کرو۔ اور انتظام کرو۔ اور خود معہ اہل وعیال کے لاہور تشریف لے آؤ۔ میری جگہ پر متولی اور سرپرستی کا کام کرو۔ کیونکہ یہ کام خدا کا ہے۔ میری اسوقت عیال میں ۶۰ آدمی ہیں۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر کاروبار کرتے ہیں اور خوش وخرم ہیں غرض میرے محتاج نہیں ہیں اور نہ کسی کا مذہب میں مجھسے اتفاق ہے۔ سب میری سخت مخالف ہیں اسلئے میں جانتا ہوں تمہارے بھی ہونگے۔ اور دین و دُنیا میں وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر میرا کہا مانو۔ تو جس طرح تم نے دُنیا کا رنگ دیکھا ہے ایسے ہی میں نے تمام رنگ دیکھکر سب کاروبار دیکان کا چھوڑ کر اشاعت قرآن کی فکر میں ہوں۔ جان کو وقف کر چکا ہوں کہ کسی طرح اس کی ترقی ہو۔ جو کتاب آپکی تصنیفات میں سے ہیں۔ اور کتاب اللہ کے خلاف ہیں اُن کو فروخت کر ڈالو۔ اور فقط ایک کتاب اللہ کو اپنا معیار اور دستور العمل بناؤ۔ میرے ہمراہ اسوقت عیالداری میں جملہ تین شخص ہیں ایک میں اور ایک بیوی۔ اور ایک لڑکا خورد کہ جو دیوانہ ہے۔ اور جس قدر عیالی تمہارا ہے اول وقف میں سے کھاؤ اور پیچھے کاروبار انجمن میں

۸ء (یعنی کان پکڑ کر خشوع سے تکبیر کہنے، کا بیان -

پ۱۸ میں ہے - قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ - یعنی ضرور بامراد وہ لوگ ہیں جو سچائی سے اپنی نمازوں میں ذلت اور عاجزی سے قائم ہوتے ہیں فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۳۰ یعنی اپنے رب کی تعلیم کی ہوئی نماز پڑھو اور اسکے آگے اپنے آپ کو ذلیل اور حقیر کرو - وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا پ۱۵/۱۴ باب تفصیل تکثیر کے لئے آتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی ہوئی تکبیر ایک ایک بار نماز کے ہر ایک رکن میں پڑھا کرو - وَاضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّهْبِ پ۲۰ یعنی ملاؤ تم اپنے ہاتھوں کو نماز میں عجز سے اور پ۱۶/۱۱ میں ہے کہ اے موسیٰ میرے حضور میں نماز پڑھو آیات صدر کو ملا کر غور اور تدبر کرنے سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے - کہ شروع نماز میں سب سے زیادہ خشوع اور ذلت اسمیں ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے کان پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہتا ہوا اپنے دونوں

بقیہ حاشیہ

صرف کرو - اور اپنی جائداد کو اپنی عیال کے واسطے رکھو - جواب خط کا مہربانی فرما کر حرف بحرف دیویں - مگر بشرط انصاف ضرور ہے انصاف مدنظر رکھکر جواب تحریر کرنا۔ والسلام

راقم: شیخ محمد چٹو اہل قرآن - ۲۴ جون ۱۹۰۲ء - لاہور

خاکسار کی طرف سے اس کا جواب -

کرم فرمائے بندہ - وعلیکم السلام

خاکسار آپکی اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہے - اور اس کا جواب وہی دیتا ہے - جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے زمانہ عتاب نبوی میں ایک بادشاہ کے خط کا دیا تھا - تفصیل اس کی یہ ہے کہ جنگ تبوک میں سب صحابہ شریک تھے - مگر کعب بن مالک جو اسوقت نامور سردار تھا محض اپنی سستی سے جاتا جاتا رہ گیا - جب حضور واپس تشریف لائے - تو منافقوں اور ضعیف الایمانوں نے تو جھوٹے سچے عذر کر کرا کر معافی کرالی - مگر کعب نے صاف کہدیا - کہ حضرت میرا کوئی عذر نہ تھا میں صرف غفلت اور سستی سے رہ گیا - اس پر آپ نے حکم دیا - کہ جب تک خدا تیرا فیصلہ نہ کریگا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے - اور تمام مسلمانوں کو

ہاتھ قلب پر باندھے اور کان پکڑنے سے مراد صرف اسی قدر ہے کہ مَیں حکم عدولی سے معافی مانگتا ہوں اور میں ہمیشہ آپکے حکم کا مطیع اور فرمانبردار ہوں نماز میں کانوں کے خشوع کی اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔" (صفحہ ۱۰ رسالہ مولوی حشمت علی)

ماشاءاللہ تقریر صاف ہو تو ایسی ہو۔ اگر کوئی صاحب اس کو نہ سمجھے ہوں۔ تو قصور اُن کا ہے مولوی صاحب کو جو کہنا تھا۔ وہ کہہ گئے۔ استاد غالب مرحوم تو اپنے زمانہ کے بیوفاؤں کی شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

دہر میں نقشِ وفا وجہ تسلّی نہ ہُوا ؞ ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہ ہُوا

آج ہوتے تو اس شعر کو یُوں بدلتے:۔

کان سے فعل خشوع وجہ تسلّی ہُوا
ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہ ہُوا

بقیہ حاشیہ

بند کیا گیا۔ کہ کعب سے کوئی شخص کلام نہ کرے۔ کعب کہتے ہیں۔ کہ مَیں اسی حال میں تھا۔ کہ غسّان کے بادشاہ کا خط میرے نام آیا۔ کہ افسوس ہے آپ کی شان کے مناسب قدر نہ ہوئی آپ جیسا معزز آدمی ایسی حالت میں رہے۔ یہ مناسب نہیں۔ پس آپ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم آپکی شان کے مناسب قدر کرینگے۔ کعب کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے کہا۔ یہ اور مصیبت آئی۔ اِس خط کا جواب مَیں نے یہ دیا۔ کہ اُس کاغذ کو جلتے تنور میں ڈال دیا۔

میرے کرمفرما، مَیں اہلحدیث اِس لئے نہیں ہُوں۔ کہ دُنیاوی فوائد حاصل کروں اگر ایسا ہوتا تو دوسرے طریقوں میں زیادہ فوائد مل سکتے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہوں کہ قرآن وحدیث کو واجب الاتباع جانتا ہُوں اِس لئے آپکی اِس مہربانی کا شکریہ کرکے آپکی دعوت کو بحکم عطائے شما بہ لقائے شما واپس کرتا ہُوں۔ لیکن آپکے پاس اگر اپنے مذہب کے دلائل ہیں تو پیش کیجئے۔ ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

بہرحال مَیں مکرر آپکا شکریہ ادا کرتا ہُوں۔ اور آپکے لئے دعا کرتا ہُوں کہ خداوند کریم آپکو اپنی راہ دکھاوے اور اُسی پر ملاوے۔ آمین۔ ابوالوفاء (اخبار اہلحدیث ۸ جولائی ۱۹۰۷ء)

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا جواب کیا دیں اور کیوں دیں - جس صورت میں مولوی صاحب کی عبارت ہی ایسی ہے کہ چیستان کی طرح کوئی اپنا مضمون نہیں بتا سکتی - تو جواب کی حاجت کیا لیکن شاید آپ خفا ہوں - کہ جواب نہ دینے سے مجھے ..... باشد خموشی کا مصداق بنایا ہے - تھوڑا سا جواب عرض ہے -

اے جناب! آپ فرماتے ہیں :-

" آیات صدر کو ملانے سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے - کہ + + انسان + + کان پکڑ + دونوں ہاتھ قلب پر باندھے " وغیرہ

کیا ایسے ظاہر ہونے کو مفصل اور مشرح کہا جا سکتا ہے - جو آپ کہہ آئے ہیں -

" ارکان نماز کی قرآن میں تفصیل اور تشریح ہے "

اے جناب! حضرت موسیٰ والی آیت کا مطلب تو صرف اتنا ہی کہ حضرت موسیٰ کو جو اژدہا دیکھنے سے خوف ہوا تو جناب باری سے حکم ہوا - اپنے دونوں ہاتھ بغلوں میں دیکر سینے کو بھینچ - چنانچہ اب بھی ایسا کرنے سے ایک گونہ تسکین ہو جاتی ہے - قَدْ اَفْلَحَ والی آیت بھی صاف ہے - کہ نماز کے اندر خشوع کرنے والے کامیاب ہونگے بالکل ٹھیک ہے مگر خشوع تو قلب کا فعل ہے - کانوں کا نہیں - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خاشعین کی تعریف خود فرما دی ہے - ارشاد ہے -

اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ ع)

یعنی خاشعین وہ ہیں - جو اپنے رب کے ملنے کا خیال رکھتے ہیں وغیرہ -

اسکو کان پکڑنے سے کیا تعلق ؟

لطیفہ پچھلے زمانے میں مسجدوں میں لڑکوں کو پڑھاتے ہوئے میانجی سبق یاد نہ کرنے پر خفا ہوتے تھے - تو کان پکڑایا کرتے تھے - خدا جانے ان دونوں صاحبوں کو وہ زمانہ یاد رہا کہ نماز میں بھی اسی کی مشق کئے جاتے ہیں - اللہ اعلم -

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

وقف منصبیہ میرٹھ

تعداد رکعات

اس دعوٰی کے ثبوت میں مُلا قرآنی نے جس قدر کوششیں کی ہیں۔ اُن کا بیان ہم اپنے الفاظ میں نہیں بتا سکتے۔ بلکہ خود اُنہی کے الفاظ سے ناظرین سمجھ لینگے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مطابق لغت صلوٰۃ مترادف ہی رکعت کا۔ قرآن مجید سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی۔ جیسا کہ اُوپر بیان ہُوا۔ عرف عام میں رکعت نماز کے ان چھ رکنوں پر بولا جاتا ہی قیام رکوع۔ قومہ۔ سجدہ اول۔ جلسہ۔ سجدہ ثانی۔ انہی شش ارکان کو قرآن مجید میں صلوٰۃ کہا گیا ہے۔ صفحہ ۲۲۳ پر یہ مضمون بیان ہو چکا ہے۔ ناظرین کی آسانی کے لئے اس مقام کو دوبارہ یہاں لکھدیا جاتا ہی۔ فرمایا خدا تعالےٰ نے:۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ (پ۵ ع۱۲) ترجمہ جب تم سرزمین جنگ میں سفر کرو۔ تو تین یا چار رکعتوں والی نمازیں قصر کرنے سے تم پر بالکل کچھ گناہ نہیں (بلکہ فرض ہی) بشرطیکہ تم کو خوف ہو (وقت کے فوت ہو جانے کا) حملہ کفار جیسی چیز سے (اور ان کا حملہ کرنا بالکل ممکن ہی) کیونکہ یہ کافر منکران حق تمہارے بالکل کھلم کھلا سخت دشمن ہیں۔ (دلیس ای افسر) جب تو ان میں موجود ہو۔ اور نماز باجماعت تو اُن کو پڑھائے تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تیرے ساتھ کھڑا ہو۔ اور ضرور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پس جس وقت سجدے کر چکیں۔ تو پیچھے ہٹ جائیں۔ اور دوسرے گروہ کو کہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی آجانا چاہیئے۔ اور تیرے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہیئے۔"

آیت بالا میں سرزمین جنگ کی نماز یعنی صلوٰۃ الخوف کا بیان ہے اس آیت کے اخیر الفاظ میں صلوٰۃ بمعنی رکعت استعمال ہوا ہی۔ پہلے ارشاد ہوا ہی کہ جب نماز پڑھنی کا سامان کرو۔ تو ایک گروہ تیری ساتھ آکر کھڑا ہو جائے۔ اور جب وہ سجدہ کر چکیں۔ تو پیچھے ہٹ

جائیں۔ پھر حکم ہوتا ہے۔کہ دوسرا گروہ جس نے ابھی صلوٰۃ ادا نہیں کی آوے۔ اس سے معلوم ہوا۔کہ پہلے گروہ نے صلوٰۃ ادا کی ہے انہوں نے قیام سے صلوٰۃ کا آغاز کیا۔ اور سجدہ پر خاتمہ۔جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔کہ قیام سے سجدہ تک جسقدر ارکان ہیں انہیں کا نام صلوٰۃ ہے اور لوگ انہیں کو رکعت کہتے ہیں۔ سجدہ تک وُہی شش ارکان ہیں۔ جن کا اُوپر ذکر ہوا ہے۔ وہ بہیئت مجموعی رکعت کہلاتے ہیں۔ اور ان کو ہی اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں صلوٰۃ کہا ہے۔نماز تمام میں چونکہ صلوٰۃ کا ہی بار بار اعادہ ہوتا ہے اسلئے اسکو بھی صلوٰۃ کہا جاتا ہے جیسے گندم کے ایک دانے کو بھی گندم کہتے ہیں اور لاکھ من گیہوں ہو۔ تو وہ بھی گندم کہلاتی ہے۔ ایک قطرہ آب بھی پانی ہے۔ اور آب سمندر بھی پانی۔ اسی طرح وہی شش ارکان ایک بار ادا کئے جائیں۔ تب بھی صلوٰۃ ہے۔ دو بار سہ بار۔ چہار بار کئے جائیں۔ تو بھی صلوٰۃ کا ہی اطلاق ہوگا۔ قعدہ اور سلام تغلیباً صلوٰۃ میں آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں اقیموا الصلوٰۃ وغیرہ احکام آئے ہیں تو ان سے یہی مراد ہے۔کہ ان شش ارکان کو ادا کرو۔ بمطابق تعلیم کتاب اللہ کے یعنی جسوقت میں انکو دو دفعہ ادا کرنیکا حکم ہے دو دفعہ کرو جسمیں تین بار کا اُسمیں تین بار ادا کرو جسمیں چہار بار کا اسمیں چہار بار۔ واضح ہو کہ یہ شش ارکان مع اذکار کے صلوٰۃ ہیں گو اذکار کا لفظ اختصاراً بعض جگہ مذکور نہ ہو۔ کیونکہ اذکار قولی ارکان ہیں اور قولی و فعلی ارکان ملکر صلوٰۃ ہیں۔ جاننا چاہئے۔کہ آیت واذا ضربتم فی الارض الخ میں ہی اللہ تعالیٰ نے رکعتیں بیان کر دی ہیں۔ لیکن دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو دل چاہئے"۔ (ص ۳۱۴ و ۳۱۵)

الغرض اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔کہ حالت اشد خوف میں دو رکعتیں فرض ہیں اور حالت خوف میں اللہ تعالیٰ نے قصر کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ آیت زیر بحث کی شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ اور قصر سے مراد نصف ہے۔ جیسا کہ ابھی ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ پس حالت اشد خوف میں جو دو رکعتیں ادا کی گئی ہیں۔ تو یہ نصف ہیں کامل اکمل اطمینان کی نماز کا۔ پس اشد خوف کی حالت میں دو رکعتیں ہیں۔ اور اشد اطمینان کی صُورت میں چار رکعات اور اشد خوف اور

اطمینان کے بین بین کی حالت میں دو اور چار کا مابین یعنی تین رکعات۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض نماز کی دو رکعتیں ہیں بعض کی تین بعض کی چار۔ باقی رہا یہ امر کہ کہ کس نماز کی دو ہیں۔ کس کی تین۔ اور کس کی چار۔ اس لئے ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ کس خوف سے قصر کا حکم ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ کونسا خوف موجب قصر ہے تو یہ مشکل حل ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ" (صہ ۳۱۷ و ۳۱۸)

ناظرین! اس تقریر کو شاید کافی نہ جانیں اس لئے ہم **ملاجی** کی واضح تقریر اُن کو ملاجی ہی کے الفاظ میں سناتے ہیں:- آپ فرماتے ہیں:-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ (پ ۲۲ - ع ۱۳) **ترجمہ** اللہ کے نام کی برکت سے جو نہایت بخشش کرنیوالا ہے (پڑھا کرو) (اے ہر ایک اہل آسمان و اہل زمین) الحمد (یعنی پانچوں نمازیں) واسطے راضی کرنے اللہ کو کیونکہ وہ فطرت پاک پیدا کرنیوالا ہے تم تمام آسمان والوں (فرشتوں کی) اور تم تمام نیکو زمین والوں (جن و انس کی) چونکہ تم فطرت اللہ میں تغییر و تبدیل کرتے رہتے ہو واسطے نمازیں پڑھا کرنا کہ جبر نقصان ہوتا رہے اور اللہ وہ ہے جو کرنیوالا ہے اپنے فرشتوں کو رسول تمہاری طرف جو دینے والے تمہاری صلوٰتوں یعنی رکعتوں کی ہیں۔ جنکا حق یہ ہے کہ دو دو بار ادا کی جاویں اور تین تین بار اور چار چار بار مطابق تعلیم کتاب اللہ (یعنی جسوقت کی اللہ تعالیٰ نے دو رکعتیں مقرر کر دی ہیں۔ اسکی دو پڑھو جسکی تین فرمائی ہیں اُسکی تین ادا کرو جسکی چار معین کی ہیں اسکی چار پڑھو) اسسے جبر نقصان کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری تبدیل شدہ فطرت کا جسقدر انسان چاہتا ہے (یعنی جسقدر نمازمیں توجہ و خشوع کرتا ہے)۔ (صہ ۳۲۱)

سبحان اللہ! ملا قرآنی کا ترجمہ دیکھکر کون دانا ہے جسے یقین نہو کہ قرآن شریف حسب دعویٰ ملا قرآنی مفصل اور مبین ہونیکے بجائے **چیستان** ہے۔ ہمیں آیت موصوفہ کے ترجمہ کی صحت یا غلطی سے مطلب نہیں **اہل علم ناظرین** خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ملاجی کہانتک حرکت مذبوحی کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ جس دعویٰ کے ثابت کرنیکے لئے آپ نے قرآن مجید کی

اس قدر تحریف اور تبدیل کی ہے۔ اُس کا ثبوت بھی کچھ ہوا؟ نہیں۔ ہم ہی نہیں کہتے۔ ملاجی خود اقراری ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"ابھی یہ ثابت کرنیکا وعدہ ہوا تھا۔ کہ دو رکعتیں کس وقت کی ہیں۔ تین کس کی اور چار رکعتیں کسکی۔ یعنی رکعتوں کا حق وقتوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اور قابل غور یہ ہے کہ حقداروں کو یہ حق کس طرح تقسیم ہو۔ پس واضح ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ السَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (پ ۲۷ - ع ۱۴) یعنی انسان اور اُسکی جنس یا ذات میں یا صفات میں سبقت رکھنے والے ہی حق واجر لینے میں سبقت کے حقدار ہوتے ہیں۔ یہ جامع اصول دین و دنیا میں برتا جاتا ہے۔ جو پہلے نوکر ہو۔ اُسکو پنشن بھی پہلے ملتی ہے۔ جو پیچھے نوکر ہو۔ اُسے پیچھے پنشن ملیگی۔

غرضکہ دین کے کاموں میں جو سبقت کرے۔ وہ اجر لینے میں بھی سابق ہوگا۔ نہ صرف انسان ہی دین و دنیا میں سبقت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ بلکہ عالم کی اور چیزیں بھی جو کسی بات میں سبقت کرتی ہیں وہ قدر و عزت میں بھی سابق ہوتی ہیں۔ مثلاً سیب۔ ناسپاتی۔ آم۔ انار۔ نارنگی۔ خربوزے جو موسم کے شروع میں آتے ہیں۔ ایک بڑی قدر و قیمت پاتے ہیں۔ کدو جن کو پیچھے کوئی پیسے سیر بھی نہیں لیتا۔ شروع شروع میں چار آنے سیر بھی میسر نہیں آتے۔ غرضکہ السابقون السابقون کا اصول ایک عالمگیر اصول ہے جو انسانوں سے گذر کر دوسری چیزوں میں بھی جاری و ساری ہوتا ہے اسی اصول کے مطابق ہم مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ رکعات کو اوقات پنجگانہ پر تقسیم کرتے ہیں۔ رکعات میں سبقت مثنیٰ (دو۔ دو) کو ہے اوقات میں سے جس کو سبقت ہوگی۔ اسکو مثنیٰ ملیگی۔ دوسرے کو تین اور تیسرے کو چار۔ اب ہم سبقت اوقات پر غور کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (۱) وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ (پ ۲۳ - ع ۲) ترجمہ "اور نہیں ہے رات ہرگز سبقت کرنے والی دن پر"

(۲) هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً (پ ۱۹ - ع ۱۴) ترجمہ "اللہ وہ ذات پاک ہے جسنے بنایا رات اور دن کو ایک دوسرے کے بعد آنیوالا (یعنی رات آتی ہے دن کے بعد اور دن رات کے بعد" (ناظرین! گھبرائیے نہیں۔ ابھی داستان امیر حمزہ لمبی ہے۔ مصنف)

(۳) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (پ۴ - ع۱۱) ترجمہ تحقیق آسمان وزمین اور اُنکی ہر ایک چیز کی پیدائش میں خاصکر رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے بعد آنا (ایسا ہی کہ) بیشک آگاہ کرنیوالا - ہشیار کرنیوالا بیدار کرنے والا ہی - واسطے عقل سلیم والوں کے -

(۴) یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ (پ۳ - ع۲) ترجمہ داخل کرتا ہی - رات کو دن میں اور داخل کرتا ہی - دن کو رات میں -

(۵) یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ (پ۸ - ع۱۴) ترجمہ رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے -

ان آیات سے روز روشن سے بڑھکر ثابت ہوتا ہی - کہ دن سابق ہی رات سے ولا الیل سابق النھار دن پہلے ہوتا ہے - اور رات پیچھے - دن کے بعد رات آتی ہے - اِس لئے رات کو دن کا خلیفہ کہا ہے - دن میں داخل ہوتی ہی - رات یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ -

الغرض دن سبقت رکھتا ہی رات پر - پس مثنٰی دن کا حق ہی - اور ثلث رات کا دن میں پھر تین وقت ہیں - فجر - ظہر - عصر - اور ان میں سبقت ہی فجر کو پس مثنٰی فجر کا حق ہی - اور رات میں دو وقت ہیں - شام و عشا - ان میں شام کو سبقت ہی - پس ثلث شام کا حق ہے - اب باقی رہگئے ظہر - عصر - عشا اور حصہ رہا رباع - یہ حصہ ان تینوں وقتوں کا ہی اور ہر ایک کو چار رکعتیں ملینگی - ایسا نہیں ہوسکتا - کہ تین کو سوا سوا رکعت دیجائے کیونکہ مثنٰی و ثلث و رباع میں سے کسی کے حصہ کرنیکی اجازت نہیں - بلکہ کسی وقت مثنٰی کسی وقت ثلث - کسی وقت رباع رکعات ادا کرنی فرض ہیں " ۳۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ -

سچ ہے - ع

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی ✤ عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے

ناظرین! خدارا انصاف کریں کیا ایسے ہی احکام کو مفصل کہا جاتا ہی - اسیکا نام تدبر اور تفکر ہی جس کا دعوٰی مُلّا قرآنی کو ہی اور جس کے نہ کرنیسے مُلّا جی علماء پر خفا ہوتے ہیں کہیں ان کو ظالم - کہیں اندھے - کہیں آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے - کہیں کچھ کہیں کچھ خطاب دیتے ہیں - واہ ع

عجب ہوشیاری کہ نادان بنکر ✤ ہمیں سے ہمارا اگلا ہو رہا ہے

ناظرین! مُلاجی کی عبارت زیر خط کو بغور ملاحظہ فرمادیں اور آپکے مقرر کردہ قاعدہ کو دوبارہ پڑھیں۔ کہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ (پہلے کا پہلے حق ہی) پھر یہاں کیا بات ہی کہ ظہر اور عصر کو جو مقدم ہیں شام سے پیچھے پھینکا جاتا ہے۔ اور اُس لفظ رباع سے حصہ ملتا ہے جو ثلث سے بعد ہے۔ پھر لطف یہ کہ **شام** کو تو مقدم جانکر ثلث سے حصہ دیا گیا۔ مگر **ظہر** اور **عصر** کو مقدم نہ سمجھا گیا۔ جو واقع میں مقدم بھی ہیں۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی

ناظرین! یہ ہی مُلاجی کی حرکت مذبوحی جس کا نام اُنکی اصطلاح میں **تدبّر** اور **تفکّر** بآیات اللہ ہے۔ جس کو ہماری اور کل اہل علم کی محاورہ میں خبط اور مالیخولیا یا مراق اور جنون کہتے ہیں۔ خیر! لا مناقشۃ فی الاصطلاح۔ سچ ہی ؎

تو و طوبیٰ و ما و قامتِ یار ٭ فکر ہر کس بقدر ہمتِ اوست

مُلاجی! یہی وہ تدبر اور تفکر ہی جس سے تمام احکام قرآن شریف سے مفصل اور مبیّن معلوم ہو سکتے ہیں؟ جو خیریت سے آپکو ملا ہے۔ آہ کیا سچ ہے ؎

بُت کریں آرزو خدائی کی ٭ شان ہے تیری کبریائی کی

غالباً ناظرین خود مُلاجی ہی کی تقریر سے آپ کا رد و جواب پا گئے ہونگے۔ کہ کس بیچارگی سے اپنے دعویٰ کا ثبوت دے رہے ہیں۔

ہم نے جب شروع شروع میں سُنا۔ کہ ایک مولویصاحب لاہور میں پیدا ہوئے ہیں جنکا دعوےٰ ہے۔ کہ تمام احکام قرآن شریف سے ثابت ہوتے ہیں۔ تو بہت خوشی ہوئی تھی۔ کہ خدا کا شکر ہے کہ کوئی تو اس گئی گذری زمانہ میں بھی ہے جو قرآن شریف میں مہارت تامہ رکھتا ہے مگر افسوس کہ آپکی ایسی تقریروں سے دل ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور عرب کا مقولہ یاد آیا ؎

تَسْمَعُ بِالْمُعِیْدِیْ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَرٰىهُ

ہاں، یہ سچ ہے تو آپ بڑی بڑی چالاکوں کے کان کترتے ہیں۔ لیکن اس سے کیا فائدہ؟ ؎

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو ٭ جب جانیں کہ دردِ دلِ عاشق کی دوا ہو

وقف منصبہ

قعدہ* کا بیان

یوں مُلا قرآنی جی نے بڑی مہربانی کی ہے کہ نماز کا کوئی رکن چھوڑا نہیں۔ اخیر رکن قعدہ کو آپ ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں واسطے ہدایت اپنے بندوں کے (۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ (پ۱۷ ع۱۰) ترجمہ اے ایماندارو! رکوع کیا کرو اور سجدے کیا کرو۔ اور اپنے پروردگار کے سامنے اور بھی عاجزی اور خضوع و تذلل کا فعل کیا کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بھلائی کا فعل کیا کرو۔"

(۲) فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (پ۲۷ ع۷) ترجمہ پس سجدہ کیا کرو (نماز میں) اللہ کے آگے اور اور بھی فعلی عاجزی و خضوع و تذلل کیا کرو۔

(۳) اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ (پ۲۳ ع۱۵) ترجمہ بھلا (دکھ میں پکارنے والا اور سُکھ میں بھلانیوالا شخص اُسکی برابری کرسکتا ہے) جو رات کے وقتوں (شام و عشا) میں عجز و انکساری نماز میں قیام کرتا ہے (رکوع) سجدہ کرتا ہے۔ اور اُن سے اُٹھتا ہے۔ روز آخر سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے رب کی رحمت کا امید وار ہے (تو بھی ایسا ہی کیا کر) ..... اور کہہ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (قیام۔ رکوع۔ سجدوں کے سوا بھی) اللہ کے سامنے عجز و نیاز خضوع و تذلل کا فعل کیا کروں۔ درآنحالیکہ اپنی تمام نماز خاص اسی (خدا کے فرمودہ کے مطابق) خلوص دل سے ادا کروں۔

عبادت کے معنی از روئے لغت خضوع و تذلل یعنی عاجز و ذلیل و حقیر بننا ہیں اور اسی کے مطابق ہم نے آیات منقولہ بالا میں ترجمہ کیا ہے۔ اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا میں رکوع و سجدہ کے فعل کا حکم ہے اسلئے اعبدوا میں بھی خضوع کے فعل کا حکم ہے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا آیت نمبر ا میں رکوع کے حکم کے بعد وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ کا ارشاد ہے۔ کہ اپنے پروردگار کے سامنے خضوع و تذلل کیا کرو۔ یعنی اپنے آپ کو خدا کے سامنے عاجز و

* التحیات کے لیے بیٹھنا قعدہ ہے۔ (مصنف)

ذلیل وحقیر کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے بعد بھی عجز و نیاز و ذلت وحقارت کا کوئی فعل کرنیکا امر ہے۔ آیت نمبر ۲ میں حکم سجود کے بعد واعبدوا ہی۔ آیت نمبر ۳ میں قیام رکوع قومہ۔ جلسہ۔ سجدتین کے امر کے بعد پھر عبادت کا فرمان ہی۔ ان ہرسہ آیات سے اظہر من الشمس ہی کہ سجود کے بعد قیام۔ رکوع۔ قومہ۔ سجدہ اوّل۔ جلسہ۔ سجدہ ثانی۔ کان پکڑنے کے علاوہ بھی عجز و نیاز اپنی ذلت وحقارت خضوع تذلّل کا کوئی فعل کرنا حکم ربّی ہے اب ہمیں یہ دیکھنا ہی کہ وہ کونسا فعل ہے۔ تلاش کرنے پر قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہی۔ کہ خدا کے حضور دوزانو بیٹھنا ایک اور آداب و نیاز و ذلت وحقارت۔ خضوع و تذلّل کا فعل ہی جیسا کہ فرمایا کلام پاک کے اُتارنے والے نے۔

(۱) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً (پ ۲۵ - ع ۲۰) **ترجمہ** اور خاص اللہ ہی کے لئے ہی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین کی۔ اور جسدن قیامت قائم ہوگی۔ اُس دن کتاب اللہ کے جھٹلانیوالے سخت خسارہ اٹھائیں اور تو ذوی العقول کے ہر ایک گروہ کو ادب و عجز و نیاز سے (خدا کے حضور) دوزانو بیٹھا ہوا دیکھیگا

اِس آیت کے موافق قیامت کے دن تمام جن و انس و ملائکہ خدا کے حضور بادب و عجز و نیاز دوزانو بیٹھے ہونگے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہی۔ کہ بادب دوزانو بیٹھنا بھی رب العالمین کے سامنے اپنی عاجزی۔ ذلت وحقارت ظاہر کرنیکی ایک صورت ہے۔ ذیل کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

(۲) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (پ ۱۶ ع ۸)

ترجمہ پس ای پیغمبر تو ہر منکر قیامت سے کہہ کہ (مجھے) تیری رب کی قسم (اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ) ہم ان تمام (منکران قیامت) اور انکے پیشواؤں کو اٹھا کر جمع کرینگے (اپنے حضور) پھر حاضر کرینگے۔ ہم ان کو دوزخ کے گرد ذلت وحقارت سے دوزانو بیٹھے ہوئے۔

الغرض ان ہر دو آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ادب و عجز و نیاز سے ذلیل و حقیر ہو کر دوزانو بیٹھنا بھی عبادت یعنی خضوع و تذلّل کا فعل ہے۔ قیام۔ رکوع۔ قومہ۔ جلسہ۔ سجدی

کان پکڑنے کے علاوہ بھی ایک صورت خضوع و تذلل یعنی عبادت کی قرآن مجید سے ملتی ہے بس ہر چہار آیات منقولہ صفحہ ۳۵۵ و ۳۵۶ میں واعبدوا وغیرہ سے مراد خداوندی سجدوں کے بعد نماز میں باادب ذلیل و حقیر ہوکر دوزانو بیٹھنے کا فرمان ہے ہاتھوں کا زانوؤں پر رکھنا آداب میں داخل ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جثیا کی تنوین کا مفہوم ہے۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھکر دوزانو بیٹھنے کو ہی قعدہ کہتے ہیں۔ پس آیات اُعْبُدُوا میں قعدہ کا حکم ہے۔" ص ۳۵۷

ہم مُلاجی کی تمام عبارت اسلئے نقل کردیتے ہیں، کہ ناظرین کو مُلّاجی کی کوشش کا علم ہو سکے کہ بجائے اپنا مدعا ثابت کرنے کو کیسی کیسی تکالیف شاقہ برداشت کررہے ہیں نیز ہم کو اُنکے جواب میں کچھ مزید تفصیل سے کام نہ لینا پڑے کیونکہ ہماری خیال میں مُلّاجی کی عبارت خود ہی اپنا جواب ہے۔

مُلاجی! آپ اگر قیامت کے روز کی واقعات سے نماز کے ارکان کا ثبوت دیتے ہیں۔ تو بہت آسان ہے سُنئیے! قیامت کی روز تو کئی ایک واقعات اور بھی پیش آئینگے۔ بھولے ہوں تو میں بتاتا ہوں۔ اگر سچے مُلّا قرآنی ہو۔ تو آج سے اسی طرح نماز پڑھئیگا۔ غور سے سُنئیے! ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ (پ ۱۳ - ع ۱۹)	"قیامت کے روز انکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہجائینگی۔ سر اونچا کر کے بھاگے چلے جائینگے۔ انکی ٹکٹکی بندھی ہوگی۔ ایسی کہ جدھر کو اُن کی آنکھیں لگی ہونگی۔ لگی رہینگی اُنکی طرف نہ پھرینگی"۔

لیجئے! اسر دست اِس آیت پر عمل تو کیجئے۔ پھر اور بتائینگے۔

مُلاجی آپکی حالت زار پر مُجھے رحم آتا ہے کہ آپ نے دعویٰ اپنی بساط سے زیادہ کرلیا اب اسی دعویٰ کے نباہنے میں آپ یہ دقتیں اُٹھا رہے ہیں۔ شروع شروع میں تو آپنے خوشی خوشی عوام کے سامنے اہل قرآن کہلا لیا۔ لیکن ثبوت دیتے ہوئے مشکل پڑ گئی۔ سچ ہے۔

ع کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتادہ مشکلہا۔

خیر بہر حال آپنے قعدہ نماز کا ثبوت جو کچھ دیا وہ تو ذکر ہو چکا۔ اب آپکا ایک ثبوت اور باقی ہے۔ جو حقیقت میں اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اسلئے ہم اُسکو بھی نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:۔

بیرون وقف منصبیہ میرٹھ

اور یہ ثابت ہوچکا ہے۔ کہ سجدونکے بعد قعدہ کا حکم ہے۔ اب قرآن مجید سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ کس رکعت کے سجدونکے بعد قعدہ کیا جائے۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ پہلی رکعت کے بعد بیٹھنا جائز نہیں جیسا کہ آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ سے جو بہت دفعہ نقل ہوچکی ہے۔ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا اُس ذات پاک نے:۔
فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ (پ ۵ - ع ۱۲) **ترجمہ** پس جب وہ سجدہ کر چکیں تو تمہارے پیچھے ہٹ جاویں۔

اس سے صریحاً ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلی رکعت کے بعد بیٹھنا جائز نہیں بلکہ سجدہ کرتے ہی فوج کو پیچھے ہٹ جانے کا حکم ہے۔ اگر یہاں قعدہ فرض ہوتا۔ تو بیٹھکر پیچھے ہٹنے کا حکم ہوتا۔ لیکن یہاں چونکہ سجدہ کرتے ہی فوراً پیچھے ہوجانے کا حکم ہے اس سے متحقق و متیقن ہوتا ہے۔ کہ پہلی رکعت کے بعد قعدہ کی اجازت نہیں پس وَاعْبُدُوْا کے حکم کی تعمیل دوسری رکعت کے بعد کرے اور دو رکعتوں والی نماز میں اسی قعدے پر نماز ختم کردے۔ تین رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بھی قعدہ فرض ہے*۔ اور تیسری کے بعد بھی اور دوسرے قعدہ پر ہی نماز تمام کرلیوے۔ اور چار رکعتوں والی نماز میں ایک قعدہ دو رکعت کے بعد دوسرا قعدہ چوتھی رکعت کے بعد ہے تیسری کے بعد بیٹھنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ پہلے دوگانہ رکعت میں صریح الفاظ سے ثابت ہوا۔ کہ کوئی فرق و فاصلہ نہیں۔ یعنی انکے درمیان قعدہ نہیں چونکہ قرآن مجید کے احکام متشابہ ہوتے ہیں۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا پس دوسرے دوگانہ رکعات میں بھی فرق و فاصلہ یعنی قعدہ جائز نہیں۔ اگر دونوں دوگانوں میں اللہ تعالیٰ کو اختلاف و تخالف منظور ہوتا۔ تو وہ خود بخود ذکر فرما دیتا۔ کہ تیسری اور چوتھی رکعت کے درمیان بھی قعدہ ہے۔ چونکہ ایسا کوئی فرمان نہیں اس سے ثابت ہوا۔ کہ پہلی دو رکعتیں دوسری دو رکعتوں کے متشابہ ہیں۔ اور جس طرح اول دو میں کوئی فاصلہ یعنی قعدہ نہیں۔ ایسا ہی دوسری میں بھی کوئی قعدہ نہیں۔" صفحہ ۳۵۸۔

چونکہ ہم شروع سے مُلّا قرآنی کے برخلاف لکھتے ہیں جس سے احتمال ہے کہ آپکے دوست رنجیدہ

* اس پر دلیل کیا ہے؟ (ابوالوفاء)

ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس مضمون کو ہم بلا جواب ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ یہ صاحب اگر ہم پر خفا ہوئے ہوں۔ تو غصہ فرو ہو جاوے گو آپکی تمام تقریریں ہی آپکا جواب ہوتی ہیں۔ مگر یہ تقریر تو بالخصوص کمال رکھتی ہے ناظرین اس تقریر کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اس میں کونسا فقرہ یا لفظ الیہ) ہے جو مُلّاجی کو اس دعوٰی میں مفید اور ہم کو مضر ہو۔ جب کچھ نہیں تو ہم جواب کس کا دیں۔

اس سے آگے مُلّاجی نے قعدہ میں اذکار کا ثبوت دیا ہے اور اس سے علاوہ نماز کے متعلق اور چند مسائل کا ذکر بھی کیا ہے مثلاً امارت۔ جمعہ، عیدین، جہر و اخفا وغیرہ لیکن ہم نے انکو چھوڑ دیا ہے کیوں؟

مصرع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ہمارا دعوےٰ

اب سُنیئے ہمارا دعوٰی۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ قرآن شریف میں نماز کے تمام احکام ہیں۔ لیکن نہ اُس طرح سے جیسے آپ لکھتے ہیں۔ اور کھجلاتے کھجلاتے خون نکال لیتے ہیں۔ بلکہ صاف لفظوں میں ہم ثبوت دیتے ہیں **سُنیئے**! قرآن شریف میں نماز کے متعلق اتنے الفاظ ہیں:۔

كَبِّرْ (پ۱۵-ع۱۳)، قُوْمُوْا لِلّٰهِ (پ۲-ع۱۲)، اِرْكَعُوْا (پ۱-ع۵)، اُسْجُدُوْا (پ۱۷-ع۱)، قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا (پ۵-ع۱۲)، سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (پ۲۷-ع۱۵)، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (پ۳۰-ع۱۱)

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (پ۲۹-ع۱۴)

ان سب احکام پر ہم عمل کرتے ہیں۔ لیکن نہ آپکی طرح ایجاد بندہ سے کام لیکر؟ بلکہ اُس سچے معلّم اور اُسوۂ حسنۃ (نیک نمونہ) کی تعلیم سے جسکی بابت خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱-ع۱۹)، ”ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمانداروں کیواسطے نہایت عمدہ نمونہ ہے“

پس كَبِّرْ کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کر جسکی بابت اُسوۂ حسنۃ (نبی) نے بتایا ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہا کرو۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ کے معنی ہیں۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ جسپر ہمارا بھی عمل ہے اِرْكَعُوْا کے معنے رکوع کرنے کے ہیں۔ اُسْجُدُوْا کے معنی سجدے کے قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا کھڑے اور بیٹھے اللہ کو یاد کرو۔ اس کے مطابق معلم اوّل نے شروع میں قیام اور اخیر میں قعدہ سکھایا۔ سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ

کے مطابق ہم کو رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا سکھایا ہے۔ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلیٰ کے مطابق ہم کو سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ کہنا بتایا۔ اور فَاقْرَءُوا کے مطابق فرمایا لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ (الحمد) نماز میں پڑھا کرو بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز جائز نہیں۔

مُلّا جی! بتایئے! ہماری نماز کے ارکان صاف صاف قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ یا آپ کے؟ ہم حقیقتاً اہل قرآن ہیں۔ یا آپ؟ سچ ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفےٰ برجان مسلم داشتن

مُلّا جی! دیکھا۔ کہ چند سطروں میں نماز کا ثبوت کیسے دیدیا نہ کہ آپکی طرح ۴۰۸ صفحات کا رسالہ لکھا۔ جو سُود خوار بنیئے کی بہی کی طرح اصل رقم سے خالی؟ پس سنو! ؎

اولٰئک اٰباءی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

آپ کا بہی خواہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسر	طبع اول	۱۸ شوال ۱۳۲۳ھ / ۱۹ دسمبر ۱۹۰۵ء
	طبع دوم	رجب ۱۳۳۶ھ / اپریل ۱۹۱۸ء

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

کتبخانہ ثنائی امرتسر کی مشہور و معروف فروختنی کتابوں کی فہرست

تفسیر ثنائی اردو۔ پوری کیفیت اس تفسیر کی بلا
دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ ہندوستان کے
مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی
ہے۔ نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے تفسیر
کے دو کالم ہیں۔ ایک میں الفاظ قرآنی معہ ترجمہ
بامحاورہ درج ہیں۔ دوسرے کالم میں ترجمہ
کے لفظوں کو تفسیر میں لیکر تشریح کی گئی ہے۔
نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کے
جوابات بدلائل عقلیہ و نقلیہ دیئے گئے ہیں
ایسے کہ باید و شاید۔ تفسیر سے پہلے ایک مقدمہ
ہے۔ جسمیں کئی ایک زبردست دلائل عقلی و
نقلی سے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت دیا ہے
ایسا کہ مخالف کو بھی بجز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ
اللّٰہ کہنے کے چارہ نہ ہو۔ تفسیر سات جلدوں
میں ہے۔ جن میں سے چھ جلدیں تیار ہیں۔

جلد اول۔ سورۂ فاتحہ بقرہ قیمت عہ/ر
جلد دوم۔ سورۂ آل عمران و نساء ہہ/ر
جلد سوم سورۂ مائدہ انعام اعراف عہ/ر
جلد چہارم تا سورۂ نحل ۱۴ پارہ قیمت عہ/
جلد پنجم۔ تا سورۂ فرقان " عہ/۸
جلد ششم۔ تا سورۂ یٰسین " عہ/۸

چھ جلدوں کے ایکساتھ خریدار ہو معہ محصول ہلے/ر

اجتہاد و تقلید۔ اس کتاب میں اجتہاد و
تقلید پر عالمانہ بحث کیگئی ہے قابلدید کتاب
ہے۔ قیمت صرف ۴ہر

القرآن العظیم۔ قرآن مجید کے الہامی
ہونے کا ثبوت ۲ر

الہام۔ الہام کی تشریح اور آریو کا رد ۱۰ر

فتوحات اہلحدیث۔ چیفکورٹ ہائیکورٹ
پنجاب۔ اودھ۔ بنگال اور انگلستان میں اہلحدیث
کی تائید میں جو فیصلے ہوئے۔ اُن کو جمع کیا گیا
ہے۔ قیمت ۴ہر

الہامی کتاب ۔ وید اور قرآن کے الہام
پر مسلمان اور آریہ عالمونکی بحث ۸ر

حق پرکاش۔ بستیارتھ پرکاش متعلقہ
اسلام کا مکمل جواب ۸ر

تبر اسلام۔ مہاشہ دھرمپال آریہ کے رسالہ
نخل اسلام کا جواب قیمت ۶ر

تہذیب۔ مہذبوں کے فرائض ۱۰ر

جہاد وید۔ وید اور دیگر آرین کتابوں سے
جہاد کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ۲ر

ادب العرب۔ صرف و نحو عربی کو ایسی آسان

طرز سے لکھدیا ہے کہ اردو خواں بلا مدد استاد
بھی مطلب سمجھ لے - اور کامیاب ہوسکے نامی
گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے قیمت صرف ۸ ر

خصایل النبی - شمائل ترمذی کا بامحاورہ
اردو ترجمہ ۱۰ ر

مناظرہ نگینہ - مشہور و معروف مناظرہ جو
نگینہ میں آریوں سے ہوا تھا - ۸ ر

تغلیب الاسلام بجواب تہذیب الاسلام
دھرم پال جلد اول ۳ ر جلد دوم ۳ ر جلد سوم ۳ ر
جلد چہارم ۳ ر چاروں کی قیمت علاوہ محصول
ڈاک ۸ ر

السلام علیکم - اسلامی سلام کے احکام ۱۰ ر

اہلحدیث کا مذہب - فرقہ اہلحدیث یعنی
موحدین کے مسلمہ مسائل کا بیان ۵ ر

میل و ملاپ - اتفاق کا سبق دینے والا
رسالہ ۴ ر

اسلامی تاریخ - آنحضرت صلعم کی زندگی کے
حالات مبارکہ - بچوں کے لئے بہت مفید کتاب
ہے - قیمت ۲ ر

ہدایت الزوجین نکاح و طلاق کے مسائل
اور بیوی خاوند کے حقوق کا بیان ۱۰ ر

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کا ابطال ۳ ر

شادی بیوگان اور نیوگ ۱۰ ر

رسوم اسلامیہ رسوم قبیحہ کی تردید ۱۰ ر

صحیفہ محبوبیہ قادیانی رسالہ صحیفہ آصفیہ
کا جواب اور مرزا صاحب کی تردید ۵ ر

الہامات مرزا - مرزا صاحب قادیانی کے
الہاموں کی تردید معہ جواب آئینہ حق نما ء
قابل دید ۶ ر

فتح ربانی در مباحثہ قادیانی مباحثہ امرتسر
کی مفصل کیفیت قادیانیوں پر فتح مبین
قیمت ۴ ر

فاتح قادیان - مباحثہ لدھیانہ کی روئداد
جو مرزائیوں سے ہوا - ۳ ر

کلمہ طیبہ - لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کی تفسیر
قیمت ۲ ر

توحید و تثلیث اور راہ نجات
تینوں مضامین پر مفصل بحث قابل دید
ہے - قیمت ۳ ر

حدوث وید - قدامت وید کا ابطال
وید سے ۱۰ ر

جملہ کتابیں مینجر اخبار اہلحدیث امرتسر سے طلب کریں